REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وانتم اذلّۃ

جلد ۲۳ | شمارہ ۱

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۸ ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ | ۳ صلح ۱۳۵۳ ہش | ۳ جنوری ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ ترین موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور انور نے ربوہ کے جلسہ سالانہ کے تینوں روز اپنے روح پرور خطابات سے شرکاءِ جلسہ کو نوازا۔ اسی طرح بیرونجات سے آنیوالے احباب کو ملاقات کا بھی شرف بخشا۔ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے احباب التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۳ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲ صلح۔ یکم جنوری کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ عالمی عدالتِ انصاف کے رجسٹرار اور محترم امام مسجد لنڈن قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ اسی روز ایک گھنٹہ بعد ۲۶ نفوس پر مشتمل غیر ملکی احباب جماعت کا ایک اور قافلہ بھی قادیان آیا۔ دو روز قیام کے بعد آج صبح جملہ احباب واپس تشریف لے گئے۔ مفصل خبر دوسری جگہ ملاحظہ ہو۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی زیارت مقاماتِ مقدسہ کیلئے قادیان میں تشریف آوری

انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (ہیگ) کے رجسٹرار بھی آپ کے ہمراہ پہنچے!!

افریقن احمدی چیفس اور بیرونی ممالک کے متعدد احمدی احباب کا ورود

واہگہ بارڈر۔ امرتسر اور قادیان میں معزز مہمانوں کا پُرتپاک استقبال

قادیان یکم صلح (جنوری)۔ عالمی عدالتِ انصاف کے سابق صدر اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص صحابی اور احمدیت کے فدائی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب حسب پروگرام آج واہگہ بارڈر کے راستے امرتسر سے ہوتے ہوئے بوقت ڈیڑھ بجے دوپہر قادیان تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ عالمی عدالتِ انصاف کے رجسٹرار جناب سٹینسلاس اکوئران (STANISLAS AQUARONE) اور جناب امام صاحب مسجد فضل لنڈن بشیر احمد خان صاحب رفیق بھی قادیان پہنچے۔ جو پندرہ سال سے سلسلہ کی تبلیغی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ جناب رجسٹرار صاحب حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خصوصی دعوت پر ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور پھر آپ کے ہمراہ قادیان پہنچے۔ عالمی شہرت کے ہر دو نامور اصحاب کی قادیان میں تشریف آوری کے متعلق سرکاری طور پر بھی اطلاع تھی۔ جس کے پیش نظر مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے بارڈر پر استقبال کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

یکم جنوری کا دن جہاں ۱۹۷۴ء کے نوروز کا پیغام لایا۔ وہاں اہلِ قادیان کے لئے یہ پُرمسرت نوید بھی لایا کہ حضرت چوہدری صاحب موصوف ۲۶ ½ سال بعد اس مقدس بستی کی زیارت کی تڑپ دل میں لئے قادیان وارد ہوئے۔ گزشتہ دو ہفتوں سے قادیان بلکہ سارا پنجاب شدید ترین سردی اور دھند کی لپیٹ میں رہا۔ اور ان ایام میں اتنی سردی پڑی کہ درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی نیچے گرتا رہا۔ لیکن یکم جنوری کو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور سورج صبح ہی سے افقِ مشرق سے طلوع ہوا۔ اور دو ہفتوں کی لرزا دینے والی سردی کم ہو گئی اور دھند ختم ہو گئی۔

ایک روز قبل لنڈن کے احمدیہ مشن کے توسط سے اس امر کی اطلاع بھی موصول ہوئی کہ غیر ملکی احمدی احباب کی ایک اور پارٹی بھی قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے یکم جنوری ہی کو پہنچ رہی ہے۔ جس کے لئے بس کا انتظام کیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ یہ انتظام بھی کیا جا چکا تھا۔ جماعت کی طرف سے حضرت چوہدری صاحب کے استقبال کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اور جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے بارڈر پر بذریعہ کار تشریف لے گئے۔ جبکہ قادیان میں معزز مہمانوں کے شایانِ شان استقبال کی تیاریاں ہوتی رہیں۔ ایسے تمام انتظامات مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام کی سرکردگی اور تمام احباب کے پُرخلوص تعاون کے ساتھ خوش اسلوبی سے انجام پائے۔

پونے بارہ بجے حضرت چوہدری صاحب نے اپنے رفقاء سمیت واہگہ بارڈر کو عبور کیا۔ حکومت کی طرف سے جناب سردار گورمکھ سنگھ صاحب وزیر مملکت برائے خوراک و سپلائی پنجاب۔ جناب ڈی سی صاحب و ایس ایس پی صاحب امرتسر بارڈر سیکیورٹی فورس کے کمانڈر پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ ایک دستہ نے سلامی دی۔ اس موقعہ پر مشہور گیانی جناب گرمکھ سنگھ صاحب سابق پرنسپل سکھ مشنری کالج امرتسر۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے (سابق وزیر) قادیان بھی امرتسر بارڈر پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ واہگہ بارڈر سے یہ قافلہ امرتسر سرکٹ ہاؤس میں پہنچا۔ معزز مہمانوں کے لئے سرکاری کاریں متعین تھیں اور سرکاری اسکورٹ کا انتظام تھا۔ سرکٹ ہاؤس میں سرکاری طور پر چائے کا انتظام تھا۔ چائے سے فراغت کے بعد یہ قافلہ قادیان کے لئے روانہ ہوا۔

ایک بج کر بیس منٹ پر حضرت چوہدری صاحب محلہ احمدیہ قادیان میں پہنچے۔ جہاں تمام احمدی احباب ایک ترتیب و تنظیم کے ساتھ قطار باندھے حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کی قیادت میں موجود تھے۔ جونہی آپ کی کار احمدیہ چوک میں پہنچ کر رکی، نعرہ ہائے تکبیر اور حضرت امیر المومنین زندہ باد۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ پولیس گارڈ نے سلامی دی۔ اور بینڈ پر قومی ترانہ کی دھن بجائی گئی۔ سلامی کے بعد حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے جماعت کی طرف سے گلپوشی کی۔ اور حضرت چوہدری صاحب نے تمام احمدی احباب سے مصافحہ کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب ساتھ ساتھ تمام احباب کا تعارف کرواتے رہے۔

مسجد مبارک اور گلشنِ احمد سے حضرت چوہدری صاحب پھر واپس احمدیہ چوک تشریف لے گئے جہاں میونسپل کمیٹی کے عہدیداران اور شہر کے معززین آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے کھڑے تھے۔ ان میں سے اکثر نے آپ کو ہار پہنائے اور مسرت کا اظہار کیا۔ آپ نے تمام غیر مسلموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے دل میں آپ سب کے لئے محبت ہے۔ اور میں انسانیت کا خادم ہوں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رادا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے ۸۱ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اور خدمت اسلام و انسانیت کے نئے عزم کے ساتھ قیام جماعت احمدیہ صد سالہ جشن اور نئی صدی کے شایان شان استقبال کی تیاری کا خوشکن آغاز

دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے امت واحدہ بنانے کیلئے اڑھائی کروڑ روپیہ کے عالمگیر منصوبہ کا اعلان!

شمع احمدیت کے سوا لاکھ سے زائد پروانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب!!

دارالہجرت ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۸۱ واں جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو نہایت کامیابی سے انعقاد پذیر ہوا جس میں سوا لاکھ سے زائد نفوس نے شرکت کی علاوہ علماء سلسلہ کی علمی تقاریر کے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تینوں روز جماعت کو روح پرور اور ولولہ انگیز خطبات سے نوازا پہلے روز افتتاحی تقریر ہوئی۔ دوسرے روز غلبہ اسلام اشاعت قرآن عظیم اور خدمت انسانیت کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے تذکرہ پر مشتمل ایمان افروز خطاب فرمایا۔ تیسرے روز اور جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے وہ عظیم القدر منصوبہ رکھا جو سولہ سالوں پر مشتمل ہے۔ اور قیام جماعت پر صد سالہ جشن اور نئی صدی کے استقبال کی تیاری کے خوشکن آغاز سے تعلق رکھتا ہے۔ اس خیال سے کہ احباب جماعت کو حضور انور کے اس خطاب کا بڑے ہی اشتیاق سے انتظار ہے۔ اس لئے اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور کی افتتاحی تقریر اور دوسرے دن کے خطاب کا خلاصہ الفضل کے پرچے میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ (ادارہ)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اس امر پر روشنی ڈالی کہ جماعت احمدیہ کے قیام پر اب سو سال پورے ہونے والے ہیں۔ ایک صدی پوری ہونے میں صرف سولہ سال باقی ہیں۔ میں نے بڑی دعاؤں اور غور کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے میں رہ گئے ہیں بڑی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ان غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں پر جو اس ایک صدی میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر موسلا دھار بارش کی طرح نازل فرمائے ہیں۔ اظہار تشکر کے طور پر صد سالہ جشن منانا چاہئے۔ ہمارا یہ جشن حمد اور عزم کے اظہار کے لئے اور ان کے عملی مظاہرہ پر مشتمل ہوگا۔ حمد اور عزم کے اظہار کے طور پر حضور نے اشاعت اسلام، اصلاح و ارشاد اور تربیت نفوس کے ایک انتہائی وسیع اور ہمہ گیر منصوبہ کا اعلان فرمایا۔

حضور نے فرمایا میرے ذہن میں اس وقت منصوبہ کا جو ڈھانچہ ہے وہ یہ ہے:۔

پہلا حصہ

(۱) اشاعت اسلام۔ اصلاح و ارشاد اور تربیت کے کام کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے مغربی افریقہ میں تین مراکز کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ یہ تین مراکز سارے مغربی افریقہ پر محیط ہوں گے۔

(۲) مشرقی افریقہ میں بھی ایسے ہی تین مراکز کھولے جائیں۔ جن سے اس خطہ کے دوسرے ممالک میں بھی تبلیغ کی جاسکے۔ مرکز کے لفظ سے میری مراد جامع مسجد اور مشن ہاؤس کی عمارت نیز مبلغین کے کوارٹرز وغیرہ ہیں۔

(۳) یورپ میں اٹلی اور فرانس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اٹلی کیتھولک عیسائیوں کا مرکز ہے۔ اور فرانس زبان کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس وقت ان دونوں ملکوں میں ہمارے مشن موجود نہیں۔ اسپین بھی بڑا اہم ملک ہے۔ پھر تین اور اہم ممالک ہیں یعنی ڈنمارک، سویڈن اور ناروے ان میں سے صرف ڈنمارک میں ہمارا باقاعدہ مشن اور مسجد ہے۔ باقی ممالک میں مستقل مرکز قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جنوبی امریکہ میں مبلغ بھجوانے چاہئیں۔ ان کاموں کے لئے بلاشبہ کروڑوں روپے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کا مجھے فکر نہیں کیونکہ اگر ضرورت حقہ ہے تو انشاء اللہ فرشتے آسمان سے دولت لے کر اتریں گے۔

دوسرا حصہ

فرمایا قرآن پاک کا ترجمہ تمام نوع انسانی کے ہاتھوں میں دینا بھی نہایت ضروری ہے اس وقت تک یورپ افریقہ کی چھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ فرانسیسی ترجمہ بھی مکمل ہو کر نظر ثانی کے مرحلے سے گذر چکا ہے روسی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک ہمیں کوئی ایسا قابل اعتبار آدمی نہیں مل سکا۔ جو اس پر نظر ثانی کرے پھر چینی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ پھر ہسپانوی زبان ہے اٹالین زبان ہے۔ ہاؤسا زبان ہے۔ ان زبانوں میں بھی قرآن کریم کے تراجم کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مغربی افریقہ کی زبانوں میں سے دو ایسی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہونا ضروری ہے۔ جو ان علاقوں میں کثرت سے بولی جاتی ہیں یوگوسلاوی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹوں کی اشاعت کی بھی ضرورت ہے۔ پھر اس وقت یہ بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ہم عربی زبان میں بھی قرآن کریم کی تفسیر شائع کریں اگر ہم عربی بولنے والوں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پہنچا دیں۔ تو وہ ان پر اثر کئے بغیر نہیں رہے گی۔ پھر فارسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹوں کی اشاعت کی ضرورت ہے۔

غرضیکہ اگلے سولہ سالوں میں ہمیں روسی، فرانسیسی، اٹالین، یوگوسلاوین، سپینش اور چینی زبانوں میں نیز مغربی افریقہ کی تین زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تیار کروانے ان پر نظر ثانی کروانا اور ان کی اشاعت اور طباعت کا انتظام کرنا ہے۔

تیسرا حصہ

ہمیں ایک سو زبان میں بنیادی اسلامی لٹریچر تیار کرنا۔ اور اس پر نظر ثانی کروانا اور اسے شائع کرنا ہوگا۔ اور پھر اس کو تقسیم کرنے کا منصوبہ بنانا ہوگا۔

اس لٹریچر کے اشاعت کے سلسلہ میں دو ورقے اور اشتہارات شائع کرنے کے لئے ہمیں بیرونی ممالک میں ایسے چھوٹے پریسوں کی ضرورت ہوگی جن میں دو ورقے اور اشتہارات شائع ہو سکیں۔ دنیا کے موجودہ حالات کے پیش نظر ہمیں صرف ایک جگہ اچھے پریس پر انحصار نہیں کرنا ہوگا۔ بلکہ پاکستان کے علاوہ کسی اور دو اہم مقامات پر دو اچھے اور بڑے پریس لگانے ہوں گے۔

چوتھا حصہ

فرمایا تمام بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کے ضمن میں بین الاقوامی سطح پر جماعتوں اور احباب کے درمیان براہ راست رابطہ سے متعلق متعدد اہم تجاویز بیان فرمائیں۔

پانچواں حصہ

آخر میں حضور نے فرمایا دنیا کا ہر منصوبہ روپیہ چاہتا ہے۔ اس منصوبہ کے لئے بھی رقم کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں جماعت سے جس رقم کی اپیل کرنا چاہتا ہوں وہ صرف اڑھائی کروڑ روپیہ ہے۔ لیکن میں اپنے رب کریم پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے آج یہ اعلان بھی کر دیتا ہوں کہ ان سولہ سالوں میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے پانچ کروڑ روپے کا انتظام کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی موقعہ پر حضور نے بتایا کہ انگلستان کی جماعت کو جونہی یہ علم ہو گیا تھا کہ میں ایسا منصوبہ پیش کرنے والا ہوں اس لئے انہوں نے ایک کروڑ روپے کا وعدہ اس سلسلہ میں پیش کر دیا ہے۔ الحمد للہ

دراصل مجھے یہ فکر نہیں یہ روپیہ کہاں

(باقی دیکھیں ص۱۱ پر)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۸۱ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا پہلے دن حمد و دعائیہ افتتاحی خطاب

غلبۂ اسلام، اشاعتِ قرآن عظیم اور خدمتِ انسانیت کیلئے جماعت احمدیہ کی مساعی و اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایمان افروز تذکرہ

جلسہ میں امریکہ، افریقہ، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ڈنمارک، ماریشس، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی احمدی جماعتوں کے وفود کی شرکت

الحمد للہ ثم الحمد للہ ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کا ۸۱ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۷۳ء منعقد ہو کر نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

امسال کا یہ جلسہ سالانہ اپنی بعض منفرد اور خاص خصوصیات کی بناء پر تاریخِ احمدیت میں ایک خاص شان کا حامل ہے۔ کیونکہ اس جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا میں غلبۂ اسلام کی اس آسمانی مہم کے سلسلہ میں جو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ذریعہ جاری ہوئی ہے ایک نہایت اہم اور ضروری منصوبہ جماعت کے سامنے رکھنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ اس دفعہ کے جلسہ سالانہ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک تحریک پر پہلی مرتبہ مغرب و مشرق کے مختلف بیرونی ممالک کے اصل باشندوں پر مشتمل احمدی احباب کے جن متعدد وفود نے اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی ہے وہ مندرجہ ذیل بارہ ممالک سے تعلق رکھتے ہیں:-

امریکہ۔ مغربی جرمنی۔ سویڈن۔ ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ کینیا۔ گھانا۔ ماریشس۔ ملائیشیا۔ انڈونیشیا۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ امریکہ سے جو وفد آیا ہے وہ سات نہایت مخلص امریکن احمدیوں پر مشتمل ہے۔ بیرونجات سے آنے والے جملہ وفود کی مرکزِ سلسلہ میں قیادت کے فرائض نائیجیریا کے ایک قدیم اور مخلص احمدی الحاج عبد العزیز صاحب ابیولا کر رہے ہیں جو کہ نائیجیریا کی جماعت ہائے احمدیہ کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ آپ بیرونجات سے آنے والے جملہ احباب میں سے قدیم ترین احمدی ہیں۔ آپ کی عمر ۶۵ برس ہے۔ آپ کو ۱۹۴۳ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل آپ نے بیرونی وفود کے قائد کی حیثیت سے جلسہ گاہ میں لوائے احمدیت لہرانے کی عزت و سعادت بھی حاصل کی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور افتتاحی خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ساڑھے نو بجے صبح بذریعہ کار جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جملہ حاضرین جلسہ نے پُرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔

ابتدائی تلاوتِ قرآنِ پاک اور نظم کے بعد پُرجوش اسلامی نعروں کے درمیان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا رُوح پرور افتتاحی خطاب شروع فرمایا۔

حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد قرآنِ مجید میں سے یہ دُعائیہ آیات تلاوت فرمائیں:-

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝　(آل عمران)
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ
الْفٰتِحِيْنَ ۝　(سورۃ اعراف آیت ۹)

اس کے بعد حضور نے احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:-

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانو! جو مشرق و مغرب کی تاریکیوں میں جا کر خدا تعالیٰ کا نام بلند کرتے اور اس کی توحید کو قائم کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تم پر سلام ہو۔ اے اسلام کے فدائیو! جو خوابیدہ مشرق کی فضاؤں میں جاتے ہو اور محض اسلام کی اشاعت کے لئے ہزاروں میل دُور جا کر اور جزائر جزائر پھر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رُوحانی فرزند مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا پیغام اُن تک پہنچاتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تم پر سلام! اے وہ گروہ جو شمال کی برفانی ہواؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور شمال کی بلندیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچاتے ہو جو مادی بلندیوں کو تو پہچانتے ہیں مگر روحانی رفعتوں سے بے بہرہ ہیں۔ خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تم پر سلام! اور اے وہ لوگو جو زمین کے مغربی کناروں تک پھیل کر قرآنِ کریم کی عظمت دلوں میں بٹھانے کی کوشش کرتے ہو قرآنِ کریم کی عظیم بشارتیں تم تک پہنچیں!

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک ایسی آواز سنی جو نہایت شیریں، پیاری اور ہمدردی و غمخواری سے لبریز تھی۔ اور جو یہ کہہ رہی تھی کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں خدا ہی کی طرف لے جانے کے لئے آیا ہوں جس نے ہمیں وہ نورِ فراست عطا کیا جو اسلام ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جس آواز نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ہمارے دلوں میں بٹھایا جس نے ہمیں علیٰ وجہ البصیرت یہ یقین دلایا کہ قرآن کریم نہ صرف آخری شریعت ہے بلکہ ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ بھی ہے۔ اس منادی کی آواز کو ہم نے سُنا اور ہم اس پر ایمان لے آئے۔ ہم نے اس کے ذریعہ اس حقیقت کو جانا اور پہچانا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اسلام کی اس آخری جنگ میں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند کے ذریعہ لڑی جا رہی ہے اسلام کو فتح حاصل ہو گی اور تمام شیطانی طاقتوں کو آخر پسپائی نصیب ہو گی۔ وہ جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اس منادی نے ہمیں کہا کہ اپنی جانوں کو، اپنے مالوں کو اور اپنی اولادوں کو اور ہر اس چیز کو جو تمہاری طرف منسوب ہوتی ہے خدا کی راہ میں قربان کر دو تا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ اس آواز کو سُن کر اور اس پر لبیک کہتے ہوئے ہم اس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو گئے۔ لیکن اے ہمارے رب! ہم کمزور ہیں۔ ہماری فطرت میں بھی کمزوری ہے اور ہماری غفلتوں کے نتیجہ میں بھی ہم سے کمزوریاں سرزد ہو جاتی ہیں اسلئے اے ہمارے رب! ایسے سامان پیدا فرما کہ ہم گناہوں، غفلتوں اور سستیوں سے بچتے رہیں۔ اور اگر ہم سے بشری کمزوری کے نتیجہ میں غفلت اور گناہ سرزد ہو جائے تو اے ہمارے پیارے رب! تُو ان غفلتوں اور گناہوں کے بدنتائج سے ہمیں محفوظ کر لے۔ اے ہمارے رب تُو ہماری کمزوریوں کی طرف نہ دیکھ۔ تُو ہمارے اس جذبہ کو دیکھ جو ہمارے دلوں میں سمندروں سے بھی زیادہ موجزن ہے۔ تُو ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرما۔ اور ہمارے گھروں کو اپنی دینی اور دُنیوی برکات سے بھر دے۔ ہمارے دلوں میں اپنی محبت کی شمع جلا اور ہماری آنے والی نسلوں کے دلوں میں بھی اپنی محبت کی تپش پیدا کر!

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، درحقیقت تو ہمیں یہ ایک ہی دُعا کرنی چاہیئے (باقی سب دُعائیں ذیلی ہیں) وہ یہ کہ اے ہمارے رب! تُو نے جو بشارتیں اسلام کے آخری غلبہ کی دی ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر دل میں پیدا ہو جانے کی اور توحید کا جھنڈا ہر گھر میں لہرانے کی جو بشارت دی ہے تو ایسے سامان پیدا کر کہ ہماری زندگیوں میں ہی یہ بشارتیں پوری ہو جائیں۔ آمین اللّٰہم آمین۔

اس کے بعد حضور نے پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسٹیج کے اس جانب تشریف لے گئے جو غیر ملکی وفود کے لئے مخصوص تھی۔ حضور نے انہیں ملاقات اور مصافحہ کا شرف بخشا اور پھر اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد۔

احمدیت زندہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے کے پُرجوش نعروں کے درمیان واپس تشریف لے گئے۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جب حضور افتتاحی تقریر کے لئے تشریف لائے تو شدید سردی تھی۔ ہر طرف کہر چھائی ہوئی تھی جس کا سلسلہ گذشتہ کئی روز سے جاری تھا۔ مگر جونہی افتتاحی دُعا کے بعد حضور تشریف لے گئے تو فضا صاف ہونے لگی۔ اور جلد ہی کئی دنوں کے بعد مطلع صاف ہو کر دھوپ نکل آئی جس کی وجہ سے جلسہ کی بقیہ کارروائی دن بھر بڑے اطمینان سے ہوتی رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دوسرا دن۔ حضور کی تشریف آوری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر بذریعہ کار تشریف لانے کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں جس کے بعد تلاوتِ قرآنِ پاک سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ جو کہ مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب نے کی۔ بعدہٗ جناب ثاقبؔ صاحب زیروی نے اپنی ایک نظم زیرعنوان "ہمارا چاند قرآں ہے" خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

عَلمِ انعامی

تلاوت و نظم کے بعد حضور نے خلافت جوبلی عَلم انعامی اپنے دستِ مبارک سے مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی کے قائد صاحب کو عطا فرمایا۔ کیونکہ کارکردگی کے لحاظ سے امسال وہ اوّل رہی۔ خدام الاحمدیہ لائلپور کو جو دوم رہی حضور نے سندِ خوشنودی عطا فرمائی۔ بعد ازاں زعیم اعلیٰ صاحب انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی کو بھی عَلم انعامی عطا فرمایا کیونکہ مجالس انصار اللہ میں سے یہ مجلس اپنی کارکردگی کے لحاظ سے امسال اوّل قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اس کے بعد حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اپنی بصیرت افروز تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں حضور نے موسم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

یہ دھند، یہ برفانی ہوائیں، یہ طوفانِ باد و باراں جب دُنیا والوں کو دُنیا کے کاموں سے نہیں روک سکتے تو وہ لوگ جو خدا کے دین کے سپاہی ہیں، جنہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے، کیسے یہاں آنے سے اور نیکی کی باتیں سُننے سے رُک سکتے تھے۔ بلاشبہ اِن دنوں سردی غیر معمولی طور پر بہت پڑی ہے مگر خدا کے دین کے خادموں نے اس طوفانی برف کی طرح سرد موسم کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی کا شعلہ ان میں موجود ہے جسے خدا تعالیٰ نے افشاں کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ناموافق حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ جلسہ ہر رنگ میں کامیاب رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ میں شامل ہونے والے سب احباب کو احسن جزاء دے۔ آمین۔

جماعتی اخبارات و رسائل اور کُتب

اس کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا ذکر فرمایا جس میں حضور نے فرمایا کہ:-

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرلیں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔" (تجلیاتِ الٰہیہ)

حضور نے اس پیشگوئی کے پُورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے احمدی نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے جن علمی خزانوں کے دروازے ان پر کھولے ہیں وہ ان سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں۔ اور ان سے دُنیا کو بھی متمتع کریں۔ اس کے لئے جماعتی اخبار و رسائل اور کتب کو خریدنے اور اُن کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

حضور نے روزنامہ الفضل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمارا مرکزی اور جماعت کا نمائندہ اخبار ہے۔ اس کی اشاعت اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہیئے۔ آج سے پچاس برس کی مالی قربانیوں کے مقابلہ میں آج ہماری قربانیوں کی جو مقدار ہے اس کی نسبت سے الفضل کی اشاعت بھی بڑھنی چاہیئے تھی۔ لیکن اس کی طرف جماعت کو کم توجہ ہے۔ اس کے بعد حضور نے جماعتی رسائل، ماہنامہ انصار اللہ، الفرقان، خالد، تشحیذ الاذہان، اور مصباح اور جماعتی کتب تبلیغِ ہدایت۔ الحجۃ البالغہ۔ مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ۔ تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کا کردار۔ بائیبل کی الہامی حیثیت۔ تفسیر صغیر کے معنوی اور ادبی کمالات۔ بارِ امانت۔ یاد رکھنے کی باتیں۔ شمائلِ احمد۔ حضرت بابا نانکؒ کا چولہ۔ مسیحِ دجّال کا ظہور اور چشمۂ توحید اور بعض دیگر کتب کو خریدنے کی تحریک فرمائی۔

اس کے بعد حضور نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے اس سال کے کام کا جائزہ لیا اور جماعت کے علم دوست اصحاب کو علمی مقالہ جات لکھنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔

مستحق افراد کی مدد

پھر حضور نے بتایا کہ جماعت کے اور غیر از جماعت قابلِ امداد دوستوں کی مقدور بھر مدد کرنے کے لئے اِس سال جماعت کے مختلف اداروں نے کتنی رقوم خرچ کیں۔ حضور نے بتایا کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ چھیاسی ہزار نو سو ستاون روپے کی مدد کی گئی۔ غرباء کے لئے ساڑھے تین صد لحاف تیار کئے گئے۔ صدر انجمن احمدیہ نے کارکنان کی امداد پر اکہتر ہزار سات سو چھہتر روپے اور تحریک جدید کی انجمن نے چھتیس ہزار ایک سو تہتر روپے خرچ کئے۔ ۴۰۹ مستحق خاندانوں میں ۲۲۳۵ من گندم تقسیم کی گئی۔ سیلاب کے ایام میں بلا امتیاز مذہب و ملت متأثرہ لوگوں پر ۲،۷۴،۹۲۰ روپے خرچ کئے گئے۔

اس کے بعد حضور نے تحریک وقفِ عارضی۔ فضلِ عمر درس القرآن۔ نظارت اشاعت لٹریچر اور وقفِ جدید کی کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش فرمایا۔

قرآنِ مجید کی وسیع اشاعت

ادارہ طباعت و اشاعتِ قرآنِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے تفصیل سے بتایا کہ اس کے ذریعہ امسال افریقہ کے ۵ ممالک کے ۲۱ ہوٹلوں میں ۲۸۶۷ قرآن مجید رکھوائے گئے۔ ہمارا عزم یہ ہے کہ دنیا کے ہر ہوٹل کے ہر کمرے میں قرآنِ مجید رکھوا دیں۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے تحریکِ جدید کے کام کا جائزہ لیا۔ اور بتایا کہ اس کے ماتحت انگریزی، ڈچ، جرمنی، ڈینش، انڈونیشین اور سواحیلی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں۔ ۱۹ نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ سیکنڈری سکول اور تین میڈیکل سنٹر کام کر رہے ہیں۔

نصرت جہاں سکیم

حضور نے نصرت جہاں سکیم کے ماتحت ہونے والے کام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے جماعت سے ایک لاکھ پونڈ کا مطالبہ کیا تھا اور ۵ سال میں افریقہ کے مختلف ممالک میں ۱۶ طبّی مراکز قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ۱۶ سے زیادہ طبّی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اور جماعت نے ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ پونڈ (پچاس لاکھ روپیہ) اس مد میں پیش کر دیا۔ اور آمد اس کی ۷۰ لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔

ہمارے قلوب ہمیشہ خدا کی حمد سے لبریز رہنے چاہئیں

آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہماری جماعت کی ابتدائی حالت یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لنگر خانہ میں ایک کنواں لگوانے کے لئے ۲۵۰ روپے کی تحریک فرمائی اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خط میں تحریر فرمایا کہ ہم نے آپ کے ذمہ ۲ر چندہ لگایا ہے۔ لہٰذا آپ یہ دو آنے بھجوا دیں۔ یہ ابتداء تھی۔ اور اس کے مقابلہ میں اب یہ حالت ہے کہ ۲۵ لاکھ روپیہ کی اپیل کی جاتی ہے اور جماعت پچاس لاکھ روپے سے بھی زیادہ شرح صدر سے پیش کر دیتی ہے۔ ہمارے قلوب اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہمیشہ لبریز رہنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا فضل و احسان ہے:

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا میں اپنی آج کی تقریر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانوں پر ہی ختم کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اسی نہج پر اپنی رحمتیں ہم پر نازل فرماتا رہے۔ آمین۔

پانچ بجے شام حضور کی یہ تقریر ختم ہوئی جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پُرجوش اسلامی نعروں کے درمیان واپس تشریف لے گئے۔ اور اس طرح جلسہ سالانہ کا دوسرا دن بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

آج بھی دوپہر تک شدید دُھند اور کہر چھایا رہا۔ اور یخ بستہ ہوا چلتی رہی لیکن بعد از دوپہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسم بہتر ہو گیا اور کچھ دھوپ بھی نکل آئی۔ الحمدُ للہ ؟

وِلادت

مورخہ ۱۰/۱۲/۷۳ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو پانچواں بچہ عطا فرمایا ہے جو دوسرا لڑکا ہے یعنی پہلا لڑکا ہے پھر تین لڑکیاں اور اب پھر لڑکا۔ پہلے لڑکے کا نام ظفر محمود ہے اور اس بچہ کا نام فضل محمود تجویز ہوا ہے یہ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب قریشی مرحوم مہفرڈہ کا پوتا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر دے اور والدین کیلئے قرۃ العین ہو اور خادم دین بنے۔

خاکسار عبد الحمید محمود۔ سری نگر۔ کشمیر۔

دعائے مغفرت:- محترم محمد حنیف صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ Kalangudi Erhoppa (تامل ناڈو) کا لڑکا عزیز بشیر احمد بعمر ۱۳ سال ۳۰/۱۱/۷۳ کو وفات پا گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ جنازہ کے وقت بہت کم دوست حاضر ہو سکے تھے اس لئے اُن کی خواہش ہے کہ احباب مرحوم عزیز کی نماز جنازہ غائب ادا کرکے دعائے مغفرت فرمائیں۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل دے۔ خاکسار یوسف احمد الہ دین سکندرآباد

خطبہ جمعہ

عیسائی طاقتوں اور یہودی اثر و رسوخ کا مقابلہ کرنے کیلئے تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر قربانیاں پیش کرنی چاہئیں

بیرونی ممالک میں بسنے والی احمدی جماعتوں کے وفود اس دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے چاہئیں!

قلمی دوستی کے ذریعہ بھی مختلف ممالک کے احمدی ایک دوسرے کے قریب ہونے کی کوشش کریں!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹؍اخاء ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۹؍اکتوبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ الحمد للہ۔

اِس وقت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ عیسائی طاقتیں اور یہودی روپیہ اور اثر و رسوخ ایک ایسے خطۂ ارض پر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہیں جس کے متعلق شروع ہی میں یعنی ۱۹۴۸ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دُنیائے اسلام کو ایک انتباہ کیا تھا۔

جب

دُوسری جنگِ عظیم

ختم ہوئی تو اتحادیوں نے اپنے مفاد کی خاطر مسلم ممالک سے بہت سے وعدے کئے اور اس طرح اپنے وعدوں کی آڑ میں مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کیا۔ اور دوسری طرف یہودی دولت کی لالچ میں اُن سے وعدے کئے۔ اِن ہر دو وعدوں میں تضاد تھا۔ جو ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی حکومت کے قیام کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے

اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ

کے نام سے ایک مضمون میں (جو بعد میں ٹریکٹ کی صورت میں شائع بھی کر دیا گیا تھا) مسلمانوں کو یہ بتایا کہ اُن کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ مسلمان متحد ہو جائیں اور اس طاقت کو جو مستقبل میں بڑی بن سکتی ہے اور کسی وقت خطرناک شکل اختیار کر سکتی ہے اس کو شروع ہی میں کچل دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے اپنے مضمون میں تمہیداً بتایا کہ کس طرح یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر قسم کے خبیثانہ اور ظالمانہ منصوبے بنائے۔ آپؐ کو قتل کرنے اور صلح کے بہانے گھر پر بُلا کر چکی کا پاٹ کوٹھے پر سے گرا کر مارنے کی سازشیں کیں وغیرہ۔

پھر اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:-

"یہی دشمن ایک مقتدر حکومت کی صورت میں مدینہ کے پاس سر اُٹھانا چاہتا ہے۔ شاید اس نیت سے کہ اپنے قدم مضبوط کر لینے کے بعد وہ مدینہ کی طرف بڑھے۔ جو مسلمان یہ خیال کرتا ہے کہ اس بات کے امکانات بہت کمزور ہیں اس کا دماغ کمزور ہے۔ عرب اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔ عرب جانتا ہے کہ اب یہودی عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہیں۔ اس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلافات کو بھول کر متحدہ طور پر یہودیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ مگر کیا عربوں میں یہ طاقت ہے؟ کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال فلسطین کا نہیں، سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں، سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زیدؔ اور بکرؔ کا نہیں۔ سوال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے۔ کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا؟"

اسی مضمون کے تسلسل میں پھر آپ نے فرمایا:-

"پس مَیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ آج رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ **یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔** پہلے فرداً فرداً یورپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں مگر اب مجموعی صورت میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوئی ہیں۔ آؤ ہم بھی سب مل کر ان کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسرے اختلافوں کو ان امور میں سامنے لانا جن میں کہ اختلاف نہیں نہایت ہی بے وقوفی اور جہالت کی بات ہے۔" (تاریخِ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۶ تا ۳۸۸)

پس یہ وہ

زبردست انتباہ

ہے جو اس فتنہ کے آغاز میں کیا گیا تھا یعنی ۱۹۴۸ء میں جبکہ اسرائیل کی حکومت معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اس میں ایک عظیم منصوبے کی طرف رہنمائی کی گئی تھی جس کے لئے تمام مسلم اقوام اور مسلم گروہوں میں اتحاد کی ضرورت تھی۔ پھر اس میں مسلمانوں کو عقلاً سمجھایا گیا تھا کہ تم اس وقت اختلافات کو زیرِ بحث نہ لاؤ۔ اور جو عقائد اور عادات اور روایات اور بدعات کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اُن کو بھول جاؤ۔ جو مسئلہ ہمارے سامنے ہے، وہ اختلافی نہیں ہے۔ وہ اسلام کی عزت کی حفاظت کا سوال ہے۔ کوئی مسلمان یہ کبھی نہیں کہہ سکتا اور نہ اس کے دل میں یہ خیال ہی پیدا ہو سکتا ہے کہ جہاں اسلام کی عزت اور اس کی حفاظت کا سوال ہو وہاں اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔

غرض آپ نے عالمِ اسلام پر یہ واضح کیا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں جس میں کوئی اختلاف ہو۔ اس لئے ایک ایسے مسئلے میں جس میں اختلاف کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ اختلاف کا کوئی تصور پیدا ہو سکتا ہے، تم ایسے مسائل کو بیچ میں کیوں گھسیٹتے ہو جو اختلافی ہیں۔ اس وقت تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب متحد ہو کر

عزّت و حفاظتِ اسلام کی خاطر

قربانیوں کے لئے تیار ہو جائیں۔

لیکن اُس وقت تو اس عظیم انتباہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اور ایک طبقہ ہمارے خلاف باتیں بنا رہا ہے۔ اس کی تفصیل میں مجھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی عزّت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ جتنا خدا مانگتا ہے، جماعتِ احمدیہ دیتی چلی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ولا فخر۔ ہمارے اندر کوئی خوبی اور بڑائی نہیں ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایسا

ہوُا ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے چاہا کہ وہ اسلام کو غالب کرے اور اللہ تعالیٰ کی اس مرضی کے نتیجہ میں حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت ہوئی ۔ اور جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ۔ گویا ایک ایسی جماعت دنیا میں پیدا ہو چکی ہے جو اسلام کی خاطر اور اسلام کو غالب کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرتی ہے ۔ اور قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے ۔

پس وہ لوگ جو اس غیر اختلافی مسئلہ میں فساد کی خاطر اور وحدت اسلامی کو کمزور کرنے کی خاطر آج باتیں بنا رہے ہیں ، اُن کو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ دوسروں سے پیچھے نہیں رہے گی بلکہ یہ ثابت کر دے گی کہ وہ ان قربانیوں میں دوسروں سے کہیں آگے ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ۔ کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی بشارتوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔

پھر مَیں کہتا ہوں کہ ہم کمزور ہیں اور ہم میں نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی خوبی ۔ لیکن ہم وہ ذرّہ ناچیز ہیں جس کو خدا نے اپنے دستِ قدرت میں پکڑا اور اعلان فرمایا کہ مَیں اس ذرّہ ناچیز کے ذریعہ اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کروں گا ۔ اِس لئے جن

قُربانیوں کے دینے کا تصوّر

بھی بعض لوگوں کے دِلوں میں خوف پیدا کرتا ہے ، اُن سے کہیں زیادہ قُربانیاں ہم عملاً ایثار کے میدان میں دے دیتے ہیں ۔ ہماری تاریخ نوعِ انسانی کی تاریخ اور مُلک مُلک کی تاریخ ہمارے اِس بیان پر شاہد ہے ۔

پس حکومتِ وقت یا دوسری اقوامِ عالم جن کا تعلق اسلام سے ہے ، اُن کا یہ کام ہے (ہر فرد اگر اپنے طور پر اس قسم کے منصوبے بنائے تو فائدہ کی بجائے نقصان ہوا کرتا ہے) کہ وہ سر جوڑیں اور منصوبے بنائیں اور پھر ہر اسلامی مُلک کی ذمہ داریوں کی تعیین کریں ۔ مثلاً کہیں کہ فلاں ملک اس مہم اور مجاہدے میں یہ یہ خدمات اور قربانیاں پیش کرے یا اِس قسم کا ایثار اور قرُبانی سامنے آنی چاہیئے ۔ جب سارے اسلامی ممالک کسی منصوبے کے ماتحت اسلام کے دشمن کو جو اپنے ہزار اختلافات کے باوجود اکٹھا ہو گیا ہے ، اس کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے ایک جد وجہد ،

ایک عظیم جہاد

اور مجاہدے کا اعلان کریں گے تو پھر دیکھیں گے کہ کون اس میدان میں آگے نکلتا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک اور ایک ہزار کی نسبت سے آگے نکل جائیں گے ۔ بلکہ ہم دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ آگے نکلنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے ۔

پس مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ باتیں بنانے کا وقت نہیں ہے ۔ اور نہ ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے کا وقت ہے ۔ یہ کام کا وقت ہے ...... اس وقت جو مطالبہ کیا جائیگا ہم میدانِ عمل میں وہ مطالبہ پُورا کریں گے ...... اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ دیکھیں گے کہ جماعتِ احمدیہ کا مقام کتنا بلند اور کتنا ارفع ہے ۔ تاہم یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ ہی پر ہمارا توکّل ہے ۔ اسی کی قُدرتوں کے جن قادرانہ تصرفات کو ہماری آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے دِل نتیجہ کے لحاظ سے بھی مضبوط ہیں اور قربانیوں کے لحاظ سے بھی ہشاش اور بشاش ہیں ۔ قُربانیاں دینے سے احمدی گریز نہیں کرتا ۔ وہ مسکراتے چہرہ کے ساتھ قربانیاں دیتا چلا آیا ہے ۔ اور اب بھی قُربانیاں دے رہا ہے اور قُربانیاں دیتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ایک اَور ضروری بات

بھی مَیں اس وقت کہنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لئے طبیعت میں کمزوری کے باوجود مَیں وہ بات ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ایک وقت تھا قادیان سے باہر اِکّا دُکّا خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے واقفیت رکھتے تھے ۔ اور آپ کے مقام کو پہچانتے تھے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ۔ قادیان کے ماحول میں جماعت پھیلی ۔ پھر پنجاب میں پھیلنی شروع ہوئی ۔ پھر متحدہ ہندوستان (یعنی پاکستان بننے سے پہلے کے ہندوستان) میں پھیلنے لگی ۔ پھر الٰہی بشارتوں کے ماتحت بیرونی دُنیا میں پھیل گئی ۔ لیکن ۱۹۴۴ء تک بیرونی ہندوستان کی جماعتیں مالی قُربانیوں میں بہت پیچھے تھیں ۔ حتیٰ کہ وہ اس قابل بھی نہیں تھیں کہ ان کا نام لیا جاتا ۔ یعنی اُن کے علیحدہ کوئی کھاتے نہیں تھے ۔ وخرچ کے کوئی رجسٹر نہیں تھے ۔ اخراجات کے بجٹ نہیں بنتے تھے ۔ گویا اُن کی مالی قُربانی نہ ہونے کے برابر تھی ۔ جو لوگ مالی قُربانی میں حصّہ لینے والے تھے ۔ ان میں شاید ۹۹ فیصد یعنی بھاری اکثریت اُن لوگوں کی تھی جو اُس وقت کے متحدہ ہندوستان سے باہر مختلف ملکوں میں آباد ہوئے اور وہیں دولت کما رہے تھے ۔ اور بڑی بشاشت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی قُربانیاں دے رہے تھے ۔ پھر ۱۹۴۴ء میں پہلی بار بیرون ملک کی جماعتوں کی مالی قُربانیاں بجٹ کے ذریعہ نمایاں ہو کر جماعت کے سامنے آنی شروع ہوئیں ۔ اور ہر سال ترقی کرتی چلی گئیں یہاں تک کہ میرا خیال ہے کہ اگر اس وقت ہر قسم کی مالی قُربانیوں کو اکٹھا کیا جائے تو ...... تحریک جدید کی ۵۰ فیصد سے زیادہ مالی قُربانیاں بیرونِ ملک کی جماعتیں دے رہی ہیں ۔ گویا بڑی وسعت پیدا ہوگئی ہے ۔ اور اس وقت مَیں اسی وسعت کی بات کر رہا ہوں ، مالی قُربانیوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ صرف اس وسعت کو بتانے کے لئے مَیں نے مالی قربانیوں کا ذکر کیا ہے ۔

چنانچہ نائیجیریا جو ایک بہت بڑا مُلک ہے وہاں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور وہاں بڑے بڑے افسر حتیٰ کہ صوبوں کے وزراء تک احمدی ہیں اور بڑا اخلاص رکھتے ہیں ۔ وہاں یہ حالت نہیں ہے کہ اِکّا دُکّا خاندان احمدی ہو ۔ مثلاً کچھ عرصہ ہوُا ہمیں پتہ لگا کہ سوڈان میں ایک خاندان احمدی ہے لیکن وہاں ابھی جماعت نہیں بنی ۔ لیکن نائیجیریا میں بڑی بڑی جماعتیں ہیں ۔ اور سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ پھر غانا ہے جہاں کی ۸۰ لاکھ کی آبادی میں سے تین لاکھ سے زائد احمدی بالغ مرد اور عورتیں ہیں ، بچّے ان کے علاوہ ہیں ۔ یہ بھی

ایک بہت بڑی جماعت

ہے جو ملک کے مختلف حصّوں میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اِسی طرح سیرالیون ہے جہاں بہت بڑی جماعتیں ہیں ۔ پھر افریقہ کے دُوسرے ممالک ہیں جہاں نائیجیریا اور غانا کی طرح بڑی بڑی جماعتیں تو نہیں لیکن وہاں بڑی تیزی کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں ۔ وہاں کے لوگوں میں بڑی شدت کے ساتھ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ اگر ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات میں حصّہ دار بننا ہے تو ہمیں جماعتِ احمدیہ میں شامل ہو جانا چاہیئے ۔

اِسی طرح انگلستان ہے ۔ اس میں بھی خدا کے فضل سے بہت بڑی جماعت ہے گو تعداد کے لحاظ سے اتنی بڑی تو نہیں جتنی افریقہ کی جماعتیں ہیں ۔ لیکن اپنی کارکردگی کے لحاظ سے بڑی جماعتوں میں شمار ہو سکتی ہے ۔ جماعت ہائے احمدیہ انگلستان نے

نُصرت جہاں ریزرو فنڈ

کے لئے علاوہ دوسرے چندوں کے ساڑھے بارہ لاکھ روپے کے وعدے کئے تھے ۔ جن میں سے گیارہ لاکھ سے اُوپر وہ ادا بھی کر چکے ہیں ۔ یورپ کے دُوسرے ملکوں میں بھی اسلام کے حق میں ایک خوش گوار رَو چل پڑی ہے ۔ امریکہ میں اتنی مخلص جماعتیں ہیں کہ آپ ان کا اندازہ نہیں کر سکتے ۔ وہاں سے جو رپورٹیں آتی ہیں ، اُن سے پتہ لگتا ہے کہ امریکن باشندے جماعت میں شامل ہو رہے ہیں (جو لوگ یہاں سے نوکریوں وغیرہ کے سلسلہ میں جاتے ہیں ، مَیں اُن کی بات نہیں کر رہا) چنانچہ وہاں بھی بڑی مخلص جماعتیں قائم ہو گئی ہیں ۔ پھر انڈونیشیا میں بہت بڑی بڑی جماعتیں ہیں ۔ فجی آئی لینڈ میں بھی ایک بڑی تیز حرکت ہے ۔ ماریشس کا بھی یہی حال ہے ۔

غرضکہ ساری دُنیا میں مختلف مُلکوں میں اس وقت یا تو بڑی بڑی جماعتیں ہیں یا تعداد کے لحاظ سے نسبتاً چھوٹی جماعتیں ہیں لیکن یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ اشاعتِ اسلام کے کام میں بہت وسعت پیدا ہو گئی ہے ۔ مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ ایک وقت میں انگریز کا یہ دعویٰ تھا (صحیح تھا یا غلط) کہ برٹش کامن ویلتھ پر سُورج غروب نہیں ہوتا ۔ مگر وہ آج یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ کامن ویلتھ ختم ہو چکی ہے ۔ اب ایک نیا بین الاقوامی اجتماعی وجود دُنیا میں اُبھرا ہے اور وہ جماعتِ احمدیہ اسلامیہ ہے ۔ جو اسلام کو غالب کرنے کی مہم میں مصروف ہے ۔ اور یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس پر سُورج غروب نہیں ہوتا ۔ کیونکہ جماعت احمدیہ ساری دُنیا میں پھیل گئی ہے ۔

پس یہ ایک حقیقتِ زندگی ہے جو ہمیں بھولنی نہیں چاہیئے کہ جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی وسعت حاصل ہو گئی ہے ۔ ساری دُنیا میں جماعت پھیل گئی ہے اور بہت سے ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ کی بڑی کثرت ہے ۔ بیسیوں جماعتیں

بڑا اثر و رسوخ رکھنے والی ہیں۔ یہ ایک حقیقتِ زندگی ہے۔ اور دوسری حقیقتِ زندگی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے میری بعثت کی بنیادی غرض یہ ہے کہ تمام نوعِ انسانی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے امتِ واحدہ کی شکل میں اکٹھا کیا جائے۔ یعنی تمام بنی نوعِ انسان ایک خاندان اور ایک امت بن جائیں۔ اگرچہ یہ کام بڑا اہم ہے اور مشکل بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت کی حرکت، اس کا پھیلاؤ اور وسعت روز افزوں ترقی پر ہے۔ یہ گویا ایک پہلو ہے حقیقتِ زندگی کا۔ یعنی جماعت دُنیا میں پھیل گئی۔ اور اسے بڑی وسعت حاصل ہو گئی۔ اس حقیقتِ زندگی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرضِ بعثت یہ تھی کہ اس کرۂ ارض پر بسنے والی تمام نوعِ انسانی کو اکٹھا کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے۔

گویا آج کی زندگی کی یہ ایک دوسری حقیقت ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم فاصلے کے بُعد کو ایسی شکل اختیار نہ کرنے دیں کہ تمام دُنیا کو امتِ واحدہ بنانے کا ہمارا جو مقصد ہے اس میں کوئی روک یا سُستی پیدا ہو جائے۔ یعنی جماعت ہائے احمدیہ جو مختلف ممالک میں بسنے والی ہیں ان کو قریب تر لانے کے لئے ایک جدوجہد جاری رہنی چاہیئے۔ بڑی ضروری بات ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ اسی طرح نہ ہو جس طرح پہلے ہُوا۔ جب مسلمانوں کا آپس کا تعلق ٹوٹ گیا۔ ایک دوسرے سے قطع تعلق ہو گیا اور مسلمان علیحدہ علیحدہ ٹکڑیوں میں بٹ گئے تو اسلام کی وہ شان و شوکت نہ رہی جو اُسے قرونِ اُولیٰ میں حاصل ہوئی تھی۔ اب پھر اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اسلام کو بہت بڑے پیمانے پر آخری فتح نصیب ہو۔ گویا

غلبۂ اسلام کے لئے ایک جنگ

جاری ہے۔ جنگ کے شروع میں فتح نہیں ہوا کرتی۔ جنگ کے آخر میں فتح ہُوا کرتی ہے۔ یہ رُوحانی جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شروع ہوئی۔ پھر خلفائے راشدین کی زندگی میں فتوحات ہوئیں۔ اور پھر ان کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اسلام عرب و عجم میں دُور دُور تک پھیل گیا۔ ایک طرف یورپ تک جا پہنچا۔ دوسری طرف ترکی اور اس سے آگے یورپ کے دوسرے حصے پولینڈ تک پھیل گیا۔ روس میں ایک وقت میں بارہ خوانین (پٹھانوں) کے خاندان ریاستوں کی شکل میں خود ماسکو کے ارد گرد کے علاقوں میں حکومت کر رہے تھے۔ پھر چین میں مسلمان گئے لیکن وہاں اتنی زیادہ وسعت اختیار نہ کر سکے۔ تاہم ایک بڑے پیمانے پر ایک

نوعِ انسان کو اکٹھے کرنے کی مہم

جاری ہو گئی۔ مگر اب اس سے بھی بڑے پیمانے پر اسلام کو فتوحات حاصل ہونے والی ہیں۔ کیونکہ شیطانی طاقتوں سے اسلام کی یہ آخری اور (کامیاب) جنگ ہے۔ کیونکہ اس وقت امریکہ کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ آسٹریلیا کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ نیوزی لینڈ کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ انڈونیشیا کے تعلقات باقی دنیا سے بہت تھوڑے تھے۔ اسی طرح فجی آئی لینڈ۔ فلپائن وغیرہ کے تعلقات دوسرے خطہ ہائے ارضی سے نہیں تھے۔ مگر اب دنیا کے ہر ملک کا دوسرے ملک سے تعلق قائم ہے اس لئے اب جہاں جہاں اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے پاؤں مضبوط کر رہا ہے

ہمارا فرض ہے

کہ ہم میلوں کے فاصلوں کو ایک دوسرے سے بُعد میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ اور ساری دنیا کے احمدیوں کو (جو بھی اس وقت تک نوعِ انسان میں سے احمدی ہو سکے ہیں۔ اُن کو) ایک دوسرے سے قریب تر لانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس دَورے میں میرے دِل میں یہ احساس بڑی شدت کے ساتھ پیدا ہُوا۔ اس بارہ میں مَیں نے بہت سوچا۔ اس ضمن میں بہت سی باتیں تو ایسی ہیں جن کو جلسہ سالانہ سے پہلے بیان کرنا شاید مناسب نہ ہو۔ لیکن دو باتیں ایسی ہیں جن کو مَیں اِس تمہید کے ساتھ تفصیلاً بیان کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ اور ہماری مشاورت اس قسم کے مواقع ہیں جن میں تمام دنیا کے احمدیوں کی شرکت ضروری ہو گئی ہے۔ فی الحال مَیں جلسہ سالانہ کو لوں گا۔ مجلسِ مشاورت میں ساری دنیا کے احمدی نمائندگان کی شرکت کے متعلق بعض باتیں ابھی مزید غور طلب ہیں۔ اُن پر غور کرنے کے بعد ہم انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں کوئی منصوبہ بنائیں گے۔ اس وقت تک جو بات ذہن میں ڈالی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے متعلق کام شروع کر دینا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر شاید درجنوں کی تعداد میں یا اس سے کم بیرون جات کے احمدی جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے یہاں ہر سال آتے ہیں۔ مگر وہ کسی منصوبہ کے ماتحت نہیں آتے۔ اِس لئے

آج مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہُوں

کہ دُنیا میں بسنے والی تمام احمدی جماعتیں جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنی اپنی جماعت کی طرف سے وفود بھجوایا کریں جو جلسہ سالانہ میں شریک ہوں۔ یہاں کی تصاویر لیں۔ یہاں کے حالات دیکھیں۔ جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ان کو دیکھیں۔ ان کے متعلق سُنیں اور ان کو نوٹ کریں۔ اور پھر اپنے اپنے ملک میں جا کر ان کو بیان کریں۔ یعنی اپنی اپنی جماعت کے احباب کو بتائیں کہ ہم جلسہ سالانہ پر گئے۔ وہاں ہم نے یہ دیکھا۔ اور یہ سُنا کہ کس طرح دُنیا میں ایک حرکت پیدا ہو رہی ہے۔ کتنی خوش کن تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو غلبۂ اسلام کی مہم میں کامیاب کرنے کے لئے اپنے فضل سے اس پر اپنی عنایتیں اور رحمتیں نازل کر رہا ہے اور غلبۂ اسلام کے حق میں

ایک عظیم حرکت

ہے جو روز بروز شدت اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔

پس بیرونِ پاکستان کے ہر ملک سے احمدیوں کو وفود کی شکل میں جلسہ سالانہ پر پورے انتظام کے ساتھ آنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں کچھ ہمیں بھی یہاں انتظام کرنا پڑے گا۔ مثلاً سلائیڈز کا انتظام کرنا پڑے گا۔ کچھ ان لوگوں کو انتظام کرنا پڑے گا۔ بڑی سکرین کا جس پر ٹرانس پیرنسی یعنی خاموش تصاویر دکھائی جاتی ہیں۔

غرض وفود کی شکل میں بیرونِ پاکستان سے احباب جماعت یہاں آئیں۔ یہاں کا ماحول دیکھیں اور حالات معلوم کریں۔ جلسہ سالانہ والوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے سے ایک چھوٹا سا رسالہ (چار ورقہ ہو یا اس سے زیادہ کا ہو کیونکہ کاغذ وغیرہ کی کمی ہے) شائع کریں۔ اور باہر سے آنے والوں کے لئے اسے انگریزی میں طبع کروائیں۔ جس میں جلسہ سالانہ کے سارے انتظامات کا تعارف کروایا گیا ہو۔ مثلاً اتنے لنگر خانے ہیں۔ اتنے آدمیوں کو پچھلے سال کھانا کھلایا گیا تھا اور امید ہے اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بڑھ کر کھلایا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تاکہ جو دوست باہر سے آئیں وہ یہ اطلاعات لے کر جائیں۔ پھر اس کے علاوہ جو کچھ وہ خود دیکھیں عقائد کے متعلق دلائل سُنیں۔ واقعات کے متعلق میرا تبصرہ سُنیں جو ساری جماعت کے بارہ میں میری پہلی تقریر میں ہوتا ہے۔ پھر علومِ قرآنی جو موجودہ مسائل کو حل کرنے والے ہیں اُن کے کانوں میں پڑیں اور واپس جا کر اپنی اپنی جماعت میں اپنے تاثرات بیان کریں۔

ایک اور بات بھی یہاں کے انتظام سے تعلق رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والوں میں سے اکثر وہ لوگ ہوں گے جو انگریزی سمجھتے ہوں گے۔ اور اکثر وہ ہوں گے جو اُردو نہیں سمجھتے ہوں گے۔ اس لئے تحریکِ جدید ابھی سے PLAN (پلان) کرے انگریزی بولنے والے اتنے آدمی موجود ہونے چاہئیں کہ ایک ایک آدمی ہر وفد کے ساتھ لگ جائے۔ جو سونے کے وقت کے سوا ہر وقت اُن کے ساتھ رہے۔ تاکہ ہر وفد کے اراکین

جلسہ سالانہ کی کارروائی

سمجھ سکیں۔ یہاں ہمارے جلسہ کی کارروائی اُس زبان میں ہوتی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسرارِ قرآنیہ کو دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یعنی اُردو میں۔ اس لئے ترجمانی ضروری ہے۔

پھر کچھ ایسے وفود بھی ہوں گے جو انگریزی بھی نہیں جانتے ہوں گے۔ مثلاً یوگوسلاوین احمدی جن کو مَیں جلسہ سالانہ پر آنے کی دعوت دے کر آیا ہوں۔ اور جن میں سے دو کی اطلاع تو مجھے مل گئی ہے۔ کہ وہ بڑے شوق سے آئیں گے۔ وہ مختلف جگہوں کے رہنے والے ہیں۔ ایک تیسری جگہ کے احمدی خاندانوں میں سے بھی ایک کو بُلایا گیا ہے۔ اب اُن کے ساتھ بھی آدمی کو لگانا پڑے گا جو اُن کی زبان جانتا ہو۔ ورنہ مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔ ہمارے یہاں یہ مسئلہ نمبر ۲ کی شکل میں آ جائے گا۔ یعنی یہ کہ

مختلف زبانیں جاننے والے

کثرت سے تیار کرنے چاہئیں۔ (جن کا تعلق پاکستان سے ہو تو بہتر ہے) جو فرانسیسی زبان جانتے ہوں۔ جرمن زبان جانتے ہوں۔ یوگوسلاوین زبان جانتے ہوں۔ اسپانین زبان جانتے ہوں۔ اسی طرح افریقہ میں تو گو انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اگر تھوڑی بہت سواحیلی اور ہونسا زبان یا جو بعض دوسری افریقن زبانیں بولی جاتی ہیں وہ بھی سیکھنی چاہئیں۔ ہمارے مبلغین جو وہاں سے آتے ہیں وہ اگر یہ زبانیں جانتے ہوں تو اُن سے کام لیا جا سکتا ہے۔

بہرحال یہ کام ہمیں کرنا پڑے گا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس پر کچھ وقت تو ضرور لگے گا لیکن

"وَلَوْ اَرَادُوْا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً"

کی رو سے ہمارے اس ارادے کی عملی شکل بھی ظاہر ہونی چاہیئے۔ پس جب ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے تو اب خدا تعالیٰ کی راہ میں کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی ترک نہیں کرنا جو غلبۂ اسلام کی اس مہم میں مفید اور ممد و معاون ہو۔ تاہم اس وقت مَیں زبانوں کے سیکھنے کے بارے میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس سلسلہ میں ایک منصوبہ میرے ذہن میں ہے جسے بروئے کار لانے کے لئے جلد عملی قدم اُٹھایا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جہاں تک جلسہ سالانہ پر بیرونِ ملک سے احمدی احباب کا وفود کی شکل میں آنے کا تعلق ہے اس سال چونکہ جلسہ سالانہ میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اس لئے مَیں ابھی اس کو لازمی قرار نہیں دیتا۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو

تحریکِ جدید پورا زور لگائے

کہ ملک ملک سے دوست وفود کی شکل میں تشریف لائیں جن میں زیادہ تر مقامی باشندے ہوں۔ یعنی یہ نہ ہو کہ ہمارے پاکستانی دوست جو باہر گئے ہوئے ہیں اور وہ وہاں پیسے کما رہے ہیں اور انہوں نے اپنی چھٹی کا ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ وہ جلسہ سالانہ پر آجائیں، اُن کو وفد میں شامل کر لیا جائے یا صرف انہی سے وفد تشکیل کر دیا جائے۔ ٹھیک ہے اگر ایسے دوست کی نیت نیک ہے تو چونکہ خدا تعالیٰ بڑا دیالو ہے وہ اس کی نیک نیتی اور قربانی کی اُسے بہترین جزاء عطا فرمائے گا۔ لیکن جو بات مَیں کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسے وفود آئیں جن کا مقصد صرف جلسہ سالانہ کی برکات سے متمتع ہونا ہو۔ اور جو فوراً واپس بھی چلے جائیں۔ مگر چھٹی پر آنے والے دوستوں کے کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً پچھلے سال جلسہ سالانہ اور حج اور پھر واپس گھر پہنچنے کے درمیان قریباً ڈیڑھ دو مہینے کا فرق تھا۔ چنانچہ کئی دوست بیرونی ممالک سے تشریف لائے انہوں نے جلسہ سالانہ سُنا اور پھر

فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت

بھی پائی۔ یہ ایک بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ ہمارے اکثر دوست جن کے حج کی راہ میں جہالت اور غفلت آڑے نہیں آتی یا قرآن کریم سے لاپرواہی کے نتیجہ میں جن پر حج کی راہیں بند نہیں کر دی جاتیں وہ حج کرتے ہیں اور ثواب پاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہیں اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن جزاء عطا فرمائے۔ یہ اپنی جگہ ایک بہت بڑی نیکی کا کام ہے لیکن وفود کی شکل میں دوستوں کا جلسہ سالانہ پر آنا دراصل حج اور دوسری نیکیوں کے حصول کے لئے مخلصانہ تڑپ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ یعنی اس طرح ایسی جماعت پیدا کرنا مقصد ہے، جن کے دل ہر وقت اخلاص کے ساتھ قربِ الٰہی کے حصول کے لئے بے قرار اور رحمتِ الٰہی کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ پس یہ منصوبہ دراصل

حج کی تڑپ رکھنے والی جماعت

تیار کرنے کا منصوبہ ہے جو تمام روکوں کو پھلانگ کر فریضۂ حج ادا کر سکے۔ اس لئے بیرونِ ملک سے وفود کی شکل میں دوست جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں پھر اِدھر اُدھر ٹھہرے بغیر وہ واپس چلے جائیں۔ اس طرح وہ وہاں جا کر جو کام کریں گے اس کے نتیجہ میں پہلے سے زیادہ لوگ حج کرنے کی کوشش کریں گے۔ کچھ کو روکا جائے گا اور کئی ساری روکوں کے باوجود دیارِ حرم میں پہنچ جائیں گے۔ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ بہرحال زیادہ سے زیادہ وفود کی شرکت اسی سال سے شروع ہو جانی چاہیئے۔

ایک اَور بات جس کا مَیں اس وقت اعلان کرنا چاہتا ہوں وہ قلم دوستی ہے اور یہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں سے ایک ہے جو ملک ملک کے درمیان قُرب پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ قلم دوستی ایک منصوبہ کے ماتحت عمل میں آنی چاہیئے۔ مثلاً انگلستان اور دوسرے ملکوں سے پتہ لیا جائے اور مجھے رپورٹ ملنی چاہیئے کہ انگلستان میں اس قدر احباب تیار ہیں۔ (مجھے اُمید ہے انگلستان میں رہنے والوں میں سے پانچ سو نوجوان مل جائیں گے۔ شروع میں ایک سو تو یقینی مل جائیں گے) اتنے نائیجیریا کے تیار ہیں۔ اتنے غانا کے تیار ہیں۔ اتنے آئیوری کوسٹ کے تیار ہیں۔ اتنے لائبیریا کے تیار ہیں۔ اتنے سیرالیون کے تیار ہیں۔ اتنے گیمبیا کے تیار ہیں۔ اتنے سنیگال کے تیار ہیں۔ اور بھی کئی ملکوں میں ہماری احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ اُن میں سے بھی چاہیئے احباب تیار ہوں۔ کیونکہ اس تحریک میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اِسی طرح فجی کے رہنے والے انڈونیشیا کے رہنے والے۔ آسٹریلیا کے رہنے والے۔ یورپین ممالک کے رہنے والے ہندوستان کے رہنے والے، پاکستان کے رہنے والے، مصر کے رہنے والے۔ سعودی عرب کے رہنے والے (کوئی یہ نہ سمجھے کہ عرب ممالک میں کوئی احمدی نہیں۔ دُنیا مخالفت کرتی ہے تو کرتی رہے، وہاں احمدی ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا) ابو ظہبی میں رہنے والے غرض مشرقِ وسطیٰ کے سارے ممالک میں رہنے والے احمدی قلم دوستی کی مجالس میں شامل ہونے کے لئے اپنے نام پیش کریں۔ پھر

ایک منصوبہ کے ماتحت

ان کی آپس میں دوستیاں قائم کی جائیں گی۔ اس قسم کے قریبی اور دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے کی مثال ایک شاندار رنگ میں اور شاندار پیمانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے۔ اب چونکہ امتِ محمدیہ دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اس صورت میں اُن میں دوستانہ اور قریبی تعلقات پیدا کرنے کی ایک راہ یہ ہے کہ ان کی آپس میں قلم دوستی ہو۔ اس کا اثر اس مثال سے واضح ہو جائے گا کہ فرض کریں سوئٹزرلینڈ میں ہماری ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ ہمارے سوئس دوست جو پہلے عیسائی تھے یا دہریہ تھے وہ احمدی بن گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جماعتِ احمدیہ کے سپرد جو کام کیا ہے وہ اس میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ پس سوئٹزرلینڈ میں گو ابھی ہماری ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اگر وہاں سے دس آدمی قلم دوستی کے لئے تیار ہوں اور ان میں سے دو ربوہ میں خط و کتابت کر رہے ہوں۔ ایک نائیجیریا سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ ایک غانا سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ ایک سیرالیون سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ ایک انڈونیشیا سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ ایک شمالی امریکہ سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ ایک انگلستان سے خط و کتابت کر رہا ہو۔ اِسی طرح اگر ملک ملک میں ایک دوسرے سے قلم کا تعلق قائم ہو جائے اور دوست آپس میں خط و کتابت کرنے لگیں تو اس باہمی اخوت سے خوشگوار تعلقات کو فروغ حاصل ہوگا۔ اب مثلاً سوئٹزرلینڈ کے دس آدمی ہر پندرہویں دن یا ہر مہینے خط لکھیں گے اور ملک ملک سے ان کو جواب ملیں گے تو جب جمعہ اور اتوار کو یہ اکٹھے ہوں گے اور سر جوڑیں گے اور آپس میں باتیں کریں گے تو ایک کہے گا مجھے (ربوہ سے) میرے قلم دوست نے مثلاً مجھے یہ اطلاع بھیجی ہے کہ مشاورت اس اس طرح اختتام پذیر ہوئی ہے۔ اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے اور نوعِ انسان کو حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے

جمع کرنے کے لئے یہ یہ سکیمیں بنی ہیں اور یہ ہوا اور وہ ہوا ہے۔ دوسرا کہے گا مجھے نائیجیریا سے میرے قلم دوست کا خط ملا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہم نے یہاں اتنے اور میڈیکل سنٹر بنا دیئے۔ اور اتنے مزید سکول کھول دیئے ہیں۔ اور اتنے لوگ جو پہلے بُت پرست تھے۔ اب توحید کا کلمہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کا پیارا کلمہ ان کی زبانوں پر جاری ہو گیا ہے۔ اِسی طرح اُن میں سے ایک یہ کہے گا کہ مجھے امریکہ سے خط آیا ہے جس میں اس کے قلم دوست نے لکھا ہے کہ اس طرح ہم نے غلبۂ اسلام کے لئے گھنٹہ بھر رو رو کر دعائیں کیں۔ یہاں تک کہ ہماری آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ ایک اَور سوئس دوست کہے گا مجھے میرے قلم دوست نے انگلستان سے خط لکھا ہے کہ ہماری جماعت یہ یہ اچھا کام کر رہی ہے۔ پس اس طرح ہم تبلیغ کر رہے ہیں (انگلستان میں اکثر یوم التبلیغ منایا جاتا ہے) اور اس اس طرح تبلیغی وفود گئے اور کامیاب ہو کر واپس آئے۔

غرض سوئٹزرلینڈ کے دس کے دس احباب جب اکٹھے مل بیٹھیں گے تو آپس میں تبادلۂ خیال کریں گے۔ ساری دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جو نظارے احمدی دیکھ رہے ہیں ان کے متعلق

مختلف احباب کے تاثرات

اکٹھے ہو جائیں گے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو علمی اور تبلیغی لحاظ سے حسین اور خوشکن اثر پیدا کرے گی۔

پس دوسری بات جس کا مَیں اعلان کر رہا ہوں وہ قلم دوستی کی تحریک ہے۔ دوست جہاں یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے صحت دے اور کام آنے کی توفیق عطا فرمائے وہاں یہ دُعا بھی کریں کہ جتنے آدمی اس وقت اس تحریک کے لئے درکار ہیں وہ مل جائیں۔ یہ

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

کہ وہ میرے دماغ میں منصوبے ڈالتا ہے اور کام کرنے کی تفصیلات بھی بتاتا ہے لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ میرے پاس ایسے دوست ہونے چاہئیں جن کو مَیں یہ کہوں کہ یہ کام کرو۔ یہ ساری باتیں اور یہ سارے کام مَیں اکیلا تو نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ پانچ سو گھنٹے کا ایک دن ہو جائے اور اس کا کچھ حصہ مَیں کام کر جاؤں۔ لیکن دن تو بیچارہ چوبیس گھنٹے سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ چاند سورج کو۔ دن اور رات کا فرق تو یہی رہنا ہے۔ انسانی جسم کی اپنی حد بندیاں ہیں۔ ہر انسان خواہ وہ پہلوان ہو یا عام آدمی ہو اس کا جسم ایک وقت میں جا کر تھک جاتا ہے۔ اُسے سونے اور آرام کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر جو کام ہوتا ہے اس کی ترتیب ہوتی ہے۔ کچھ وقت ہم احمدیوں کا تلاوتِ قرآن کریم پر لگتا ہے۔ کچھ وقت ہم احمدیوں کا قرآن کریم کی مختلف آیات کی تفسیر اور اُن کے معانی پر غور کرنے پر خرچ ہوتا ہے کچھ وقت ہم احمدیوں کا مطالعہ پر خرچ ہوتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعتِ احمدیہ کو مجموعی طور پر اتنا

اعلیٰ دماغ اور روشن دِل

عطا ہؤا ہے جس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ اور یہ اس لئے ہے کہ دوست ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ میرے خطبے سُنتے ہیں جن میں مَیں مختلف مسائل اور موضوعات پر باتیں کرتا ہوں مَیں بعض دفعہ جان بوجھ کر چھوٹی چھوٹی تفصیلات بتا دیتا ہوں جس نے کوئی تفصیلی بات پہلے سُنی ہوتی ہے وہ کہہ دیتا ہے حضرت صاحب نے یہ کیا بات شروع کر دی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تفصیل بیان کرنے لگ گئے ہیں۔ مثلاً مَیں نے اپنے پچھلے خطبہ میں بلڈ پریشر (خون کے دباؤ) کے متعلق بات کی تھی اور جان بوجھ کر اس کی تفصیل بیان کر دی تھی۔ اس لئے کہ ہمارے بہت سے بچے اور بعض دوسرے لوگ بھی اس کی تفصیل نہیں جانتے اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اُن کے علم میں آنی چاہیئے۔

خدا تعالیٰ کی صفات سے متصف ہونا ہماری زندگی کا ایک بنیادی مقصد ہے۔ اور اس کا ہمیں بنیادی طور پر حکم بھی دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قرآنِ کریم کی یہ تعلیم پیش کی ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بزرگ گذرے ہیں وہ بھی یہی تعلیم پیش کرتے رہے اور آپ کے بعد بھی یہی پیش کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے اُوپر صفاتِ باری کا رنگ چڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت اس کا علّام الغیوب ہونا ہے۔ یعنی اس کائنات کی کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ہم نے بھی اس صفت سے متصف ہونا ہے مگر ایک محدود دائرہ کے اندر۔ ہم پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ خدائے علّام الغیوب کی طرح کوئی چیز بھی ہم سے بھی پوشیدہ نہ ہو۔ لیکن ہم پر یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ اپنی استعداد کے مطابق جتنی غیب کی چیزیں حاضر میں لائی جا سکتی ہیں اتنی حاضر میں لانی یا ہمارے علم میں آنی چاہئیں۔ اور اس طرح ہمارا علم بڑھنا چاہیئے۔

پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم کتابیں پڑھنے والی قوم ہیں۔ ہم علمی باتیں سُننے والی قوم ہیں۔ ہم باہمی تبادلۂ خیال کرنے والی قوم ہیں۔ ہم دوسروں سے کہیں زیادہ اور بلا جھجک سوال کرنے والی قوم ہیں۔ ہمارے دِل میں اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے تو ہم بلا جھجک اس کا حل تلاش کرنے والی قوم ہیں۔ آپ باہر نکلیں تو پتہ لگتا ہے کہ

جماعت کی علمی استعداد

کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس سفر میں مجھے بعض دفعہ پریس کانفرنسوں میں یہ کہنا پڑا کہ مجھ سے حجاب کی کیا ضرورت ہے مَیں تو ایک درویش آدمی ہوں۔ تمہارے دِل میں جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ کرو، تاکہ ہر قسم کی غلط فہمیاں دُور ہو جائیں۔ لیکن بعض دفعہ مَیں یہ محسوس کرتا تھا کہ کچھ صحافی جھجک محسوس کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم تو سیدھے سادھے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا ایک پہلو اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص: ۸۷)

اس لئے کسی قسم کا تکلف نہیں چاہیئے۔ پیار سے باتیں کرنی چاہئیں۔ بعض لوگ پیار سے جواب دیتے ہیں۔ بعض جواب نہیں بھی دیتے ہوں گے۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ پیار سے جو سوال کیا جائے اس کا پیار سے جواب ملنا چاہیئے۔ ورنہ علم نہیں بڑھتا۔ تاہم اس کے لئے

پیار کا ماحول

اور پیار کی فضاء پیدا کرنی ضروری ہے۔ یہاں تک کہ جو چھوٹے بچے مسجد میں آجاتے ہیں اور بعض ان میں سے سو بھی جاتے ہیں۔ اُن کو جگانا نہیں چاہیئے۔ وہ کچھ باتیں سُن لیتے ہیں۔ کچھ لیٹے لیٹے ان کے کان میں پڑ جاتی ہیں اور نہ بھی تو مسجد میں اچھی خوابیں دیکھ لیں گے۔ اسلئے چھوٹے بچوں کو مسجد میں آنے سے روکنا نہیں چاہیئے۔ مسجد کے ساتھ ان کا پیار قائم رہنا چاہیئے۔

غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ ہم علام الغیوب تو نہیں بن سکتے۔ لیکن ہمیں اس صفت کا مظہر بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں۔ چنانچہ ساری دنیا کے حالات وغیرہ جاننے کے سلسلہ میں باہمی خط و کتابت یعنی قلم دوستی کی جس اسکیم کا مَیں نے اعلان کیا ہے اس سے علم بڑھے گا۔ دوست ایک دوسرے سے خطوط کے ذریعہ مختلف علوم سیکھیں گے۔ مختلف حالات اور واقعات سے آگاہ ہوں گے۔ مثلاً لوگ افطاری کس چیز سے کرتے ہیں۔ اب مثلاً کھجور ہے یہ ہمارے روزے کی افطاری کا ایک نشان ہے۔ بعض جگہ کھجوریں مل جاتی ہیں۔ لیکن کئی گھروں میں کھجور میسّر نہیں آتی۔ کئی ملکوں میں کھجور پیدا ہی نہیں ہوتی۔ ڈبوں میں بند بھی نہیں ملتی۔ یا یہ لوگ کھانا کیا کھاتے ہیں۔ غرض اس قسم کی بے شمار معلومات بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔

مَیں جب ۳۷-۱۹۳۶ء میں انگلستان میں پڑھا کرتا تھا تو ایک دفعہ مَیں نے ایک انگریز دیہاتی بچے سے پوچھا تم نے کل شام کو کیا کھایا تھا کہنے لگا اُبلے ہوئے آلو۔ مَیں نے کہا تم نے کل دوپہر کو کیا کھایا تھا کہنے لگا اُبلے ہوئے آلو۔ پھر مَیں نے پوچھا تم نے کل صُبح ناشتہ کس چیز کا کیا تھا۔ کہنے لگا، اُبلے ہوئے آلو۔ گویا وہ سارا دن اُبلے ہوئے آلو استعمال کرتا رہا۔ اس سے مجھے پتہ لگا کہ جس طرح یہاں کا غریب آدمی روکھی روٹی کھاتا ہے وہاں کے غریب لوگ آلو اُبال کر کھا لیتے ہیں۔ روکھی روٹی میں تو پھر بھی کچھ مزہ ہوتا ہے۔ لیکن اُبلے ہوئے آلوؤں میں تو کچھ بھی مزہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہؤا وہ بے چارے بڑے ہی غریب لوگ تھے۔ یہاں تو لوگ روکھی روٹی، سالن کی عدم موجودگی میں نمک مرچ کی چٹنی کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔ لیکن وہاں تو لوگ صرف نمک لگا کر آلو کھا لیتے ہیں۔ تاہم اب وہاں کی یہ حالت نہیں ہے۔ اب تو وہاں کا غریب آدمی بھی اتنا کھاتا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ گویا پہلوان بنا ہؤا ہے۔ دراصل وہ لوگ اقتصادی لحاظ سے بڑی ترقی کر گئے ہیں۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ اور مفید بھی۔ اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ مختلف ملکوں میں کیا پکتا ہے اور کیا کھایا جاتا ہے۔ اور لوگوں کی عادتیں کیسی ہیں وغیرہ۔

مَیں نے ۱۹۷۰ء میں جب مغربی افریقہ کا دورہ کیا تو مجھے معلوم ہؤا کہ افریقہ میں لوگ میٹھا نہیں کھاتے۔ چنانچہ سیرالیون کے گورنر نے ہماری دعوت کی۔ ہم نے اُن کی جوابی دعوت کی۔ جس میں مَیں نے منصورہ بیگم سے کہہ کر بڑے پیار سے گورنر صاحب کی خاطر ایک ایسا میٹھا کھانا تیار کروایا جو صرف ہمارے گھر میں پکتا ہے اور کوئی آدمی اس کو پکانا جانتا ہی نہیں۔ ہم اسے ملائی کے گلگلے کہتے ہیں۔ اس نام کی کوئی چیز شاید کسی اور جگہ مل جائے مگر یہ چیز جو ہمارے گھر پکتی ہے وہ اَور کہیں نہیں ملتی۔ چنانچہ ہم نے بڑی مشکل سے اس کے اجزاء اکٹھے کئے جو اس میں پڑتے ہیں۔ منصورہ بیگم خود باورچی خانہ میں گئیں جہاں ہمارے احمدی اساتذہ کی مستورات کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں۔ اور اپنی نگرانی میں اسے تیار کروایا۔ مگر جب کھانے پر بیٹھے تو گورنر جنرل صاحب کہنے لگے مَیں تو میٹھا نہیں کھایا کرتا۔ مَیں نے کہا لو! ایک نیا علم حاصل ہؤا۔ خیر مَیں نے ان سے کہا آپ میٹھا نہیں کھایا کرتے ٹھیک ہے نہ کھایا کریں لیکن یہ چیز سوائے آج کی اس دعوت کے اور کہیں نہیں ملے گی۔ کیونکہ یہ ہمارے گھر کا نسخہ ہے۔ اس لئے چکھ کے تو دیکھ لیں۔ چنانچہ میرے کہنے اور زور دینے پر انہوں نے تھوڑا سا ٹکڑا لے کر کھایا لیکن باقی

وزراء اور جج صاحبان

اور دوسرے معزز افریقن دوست جو میرے قریب نہیں بیٹھے ہوئے تھے اور جن کو مَیں اصرار سے منوا نہ سکا انہوں نے میٹھا نہیں کھایا ہوگا۔

اب دیکھو ایک ملک ہے جہاں کے لوگ میٹھا کھاتے ہی نہیں۔ اور ایک ملک ہے مثلاً ہمارا پاکستان جس میں کروڑوں روپے کی کھانڈ باہر سے منگوانی پڑتی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہؤا حکومت کو اس غرض کے لئے ساٹھ کروڑ روپے کا زرِ مبادلہ خرچ کرنا پڑا۔ اور یہ بڑا ظلم ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اتنی بڑی زرِ مبادلہ کی رقم کسی اور مفید چیز کے منگوانے پر خرچ ہوتی مگر حکومت مجبور ہے لوگ کہتے ہیں ہم میٹھے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ حالانکہ باپ تو تمہارا گڑ اور شکر کھایا کرتا تھا۔ تم اتنی جلدی کھانڈ پر کیسے آ گئے۔ تمہارے باپ دادوں میں سے ۹۹۹ اس قسم کا گڑ کھایا کرتے تھے جس کو تم آج ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرو گے۔ کیونکہ اُس وقت تک مَیل کاٹنے والے آلات اور کیمیاوی نسخے نہیں بنے تھے۔ گنا عام تھا اس سے گڑ بنا لیا

جاتا تھا۔ اور اسے عیش کی چیز سمجھا جاتا تھا۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ مَیں علم بڑھانے کے لئے ہر چیز کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ ایک دفعہ ہم صبح سویرے تیتر کا شکار کرنے کے لئے باہر گئے تو ہم ایک ایسے کنوئیں پر جا پہنچے جہاں ایک زمیندار جس نے ساری رات کنوآں چلوایا تھا، بیٹھا ہؤا تھا۔ ہم نے وہاں موٹریں کھڑی کیں۔ اور سوچا کہ اسی جگہ ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔ دوپہر کے کھانے کے وقت پانی مل جائے گا۔ صبح کا وقت تھا۔ اس زمیندار کی بیوی اس کے لئے کھانا لے کر آئی۔ مجھے خیال آیا کہ دیکھنا چاہیئے کہ ساری رات بیچارہ کام کرتا رہا ہے، اب یہ کھائے گا تو کیا کھائے گا۔ چنانچہ مَیں السلام علیکم کہہ کر اس کے پاس چلا گیا اور کہا مَیں تمہارا مہمان آیا ہوں۔ کیا تم اپنے مہمان کو بھی کھانے کا پوچھو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں پوچھوں گا۔ خیر مَیں اس کے پاس بیٹھ گیا اور دیکھا کہ باجرے کی روٹی ہے جس میں گھی ملا ہؤا ہے۔ مَیں نے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس سے اتنی لذت حاصل کی کہ کوئی حد نہیں۔ مکھن کی وجہ سے وہ چکنی ہوگئی تھی۔ اس کے ساتھ سُرخ مرچ تھی۔ مَیں سُرخ مرچ استعمال نہیں کرتا کیونکہ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ مَیں نے روٹی کا صرف ایک ٹکڑا اٹھایا۔ اور اس سے بڑی لذت حاصل کی۔ مَیں نے تو صرف یہ علم حاصل کرنا تھا کہ ساری رات کام کرتے کرتے تھکا ہؤا یہ زمیندار کیا کھا رہا ہے۔ چنانچہ جب مَیں باجرے کی روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھا کر اُٹھا تو اس کی بیوی جو ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی "اسے دی ستے لو جی" مَیں نے سمجھا اپنے خاوند کے پیار میں یہ خاص طور پر کوئی بہت ہی اچھی چیز لائی ہے جس کے متعلق اس نے سمجھا ہے کہ اسی میں

مہمان کو بھی شریک کرنا چاہیئے

جب اس کے "چھابے" کو دیکھا تو اس میں گُڑ کی ڈلیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور یہ اس کے لئے بہت بڑی چیز تھی۔ اُس نے سمجھا مہمان بغیر گُڑ کھائے کے جا رہا ہے اسے گُڑ پیش کرنا چاہیئے لیکن اب یہ نوبت آ پہنچی ہے کہ گویا ہم کھانڈ کے بغیر زندہ رہ ہی نہیں سکتے۔ خواہ ملک اقتصادی طور پر کمزور ہی کیوں نہ ہو جائے کھانڈ ضرور استعمال کرنی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے ساٹھ کروڑ روپے کی کھانڈ باہر سے درآمد کی گئی۔ اس کی بجائے اَور کئی مفید اور ضروری اشیاء مثلاً مشینری وغیرہ منگوائی جا سکتی تھی جس سے ملک کو فائدہ پہنچتا۔ یا قرآن کریم کی اشاعت کے لئے پریس کی مشینری منگوانے کے لئے ہمیں زرِ مبادلہ کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے زرِ مبادلہ بچایا جا سکتا تھا۔ یہ تو ایک کارِ ثواب ہے۔ کھانڈ منگوا منگوا کر اور میٹھا گھول گھول کر پی لینے کا کیا فائدہ ہے۔

صرف افریقہ ہی نہیں جہاں میٹھا کھایا نہیں جاتا۔ چین میں بھی بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ میرے خیال میں چین نے ایک چھٹانک چینی بھی باہر سے کبھی نہیں منگوائی ہوگی۔ جس شکل میں وہ میٹھا بناتے ہیں اسی میں استعمال کر لیتے ہیں۔ مثلاً گڑ ہے وہ استعمال کر لیا۔ شکر ہے تو وہ استعمال کر لی۔ یا اگر کہیں کھانڈ بنانے کے کارخانے ہیں تو کھانڈ کی شکل میں استعمال کر لیتے ہیں۔ گویا ملکی پیداوار پر انحصار کرتے ہیں۔ باہر سے منگواتے پر پیسے ضائع نہیں کرتے۔

یہ ساری چیزیں جو مَیں نے اس وقت آپ کو بتائی ہیں ان میں سے بعض کا شاید آپ کو پتہ نہیں ہوگا۔ اور اس طرح آپ کو نئے نئے علم حاصل ہو گئے۔ اپنے ملک کے فائدہ کے لئے بہت ساری چیزیں سوچنی پڑتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی ملک کے بیس فیصد لوگ کھڑے ہو جائیں اور مطالبہ کریں کہ کھانڈ باہر سے نہ منگوائی جائے تو اس سے اس

ملک کی اقتصادی حالت

بدل جائے۔ اگر ہمارے افریقن بھائی کھانڈ کا استعمال کئے بغیر طاقت ور اور ہم سے زیادہ قوت کے ساتھ محنت کر سکتے ہیں اور زندگی گذار سکتے ہیں تو ہم اس کے بغیر زندہ کیوں نہیں رہ سکتے۔

پس ایک تو مَیں نے یہ کہا ہے کہ بیرونِ پاکستان کے احباب وفود کی شکل میں جلسہ سالانہ پر آئیں۔ زیادہ سے زیادہ وفود آنے چاہئیں۔ اس سال ابتداء ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگلے دو تین سال میں اس کا پورا انتظام ہو جائے گا۔ اور ہر ملک جلسہ میں شمولیت کے لئے اپنا وفد بھجوائے گا۔ یہاں ان کے لئے رہائش کا انتظام کرنا ہے۔ اکرامِ ضیف کے حکم کے ماتحت ان کی عادتوں کے مطابق اُن کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے۔ اُن کے ساتھ ایسے آدمی رکھنے ہیں جو اُن کو ساری چیزیں بتلاتے رہیں۔ پھر اُن کے لئے ایسا انتظام کرنا ہے کہ جب وہ واپس جائیں تو اُن کو ساری چیزیں بھُولی ہوئی نہ ہوں بلکہ کچھ تصاویر کی شکل میں اور کچھ حافظہ کی مدد سے وہ اپنی اپنی جماعت میں جلسہ سالانہ کی روداد بیان کریں اور بتائیں کہ انڈونیشیا کے وفد سے ملے تو اس نے ہمیں یہ باتیں بتائیں۔ امریکہ کے وفد سے ملے تو اس نے ہمیں یہ باتیں بتائیں۔

غرض یہ وفود اپنے اپنے ملک میں جا کر

تقاریر کا ایک سلسلہ

جاری کریں گے۔ اور دوستوں کو بتائیں گے کہ جماعتِ احمدیہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ دیر کی بات ہے، مَیں اس وقت کالج کا پرنسپل اور افسر جلسہ سالانہ بھی تھا۔ ہمارے ایک افریقن دوست جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ۲۵ر دسمبر کی شام کو وہ باہر ٹہل رہے تھے کہ اسی اثناء میں سیالکوٹ کی طرف سے ایک سپیشل ٹرین آئی جس میں اتنی بھیڑ تھی کہ بعض لوگ دروازوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے اور وہ سب نعرے لگا رہے تھے۔ ہمارے اس افریقن دوست نے جب یہ نظارہ دیکھا تو پوچھنے لگے کہ یہ سارے احمدی ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ ہاں یہ سارے ماشاء اللہ احمدی ہیں۔ ابھی وہ وہیں کھڑے تھے کہ ایک اَور سپیشل آگئی اور وہ بھی بھری ہوئی تھی اور جس میں سے دوست نعرے لگا رہے تھے۔ انہوں نے جب دوبارہ یہ نظارہ دیکھا تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرطِ جذبات سے کہنے لگے۔ یہ بھی سارے احمدی ہیں۔ اتنے زیادہ احمدی ہیں؟ اب ان کا

اپنے ملک میں احمدیوں کا تصوّر

اَور تھا۔ مگر جب انہوں نے یہاں آکر دیکھا تو نقشہ ہی اَور تھا۔ کانوں سے سُننے اور آنکھوں سے دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک تجربہ جلسہ سالانہ پر آنے ہی سے ہوتا ہے۔

پس وفود کی شکل میں جب ہر ملک سے دوست جلسہ سالانہ پر آئیں گے اور یہاں کے حالات کو دیکھیں گے تو ان کا علم بڑھے گا۔ مَیں نے بتایا تھا کہ ایک یوگوسلاوین [illegible] مہمان بنا کر انگلستان کے جلسہ پر لے گیا تھا۔ وہ سولہ سو آدمیوں کا جلسہ دیکھنے کے بعد کہنے لگا۔ جب مَیں نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے باتیں کیں تو وہ کہیں گے تم گپیں مار رہے ہو۔ اتنے احمدی کہاں سے آگئے۔ وہ افسوس کر رہا تھا کہ اگر تصویریں لے کر جاتا تو ان کو پتہ لگتا۔ اب مَیں نے اس کو کہا ہے کہ کیمرہ اپنے ساتھ لے کر آنا۔ کیونکہ یہاں تو اسے دنیا ہی اَور نظر آنی ہے۔ جو شخص یہاں لاکھ سوا لاکھ احمدی دیکھے گا اس کا علم بہت بڑھ جائے گا۔ اس کی اگر تصاویر لے لی جائیں تو وہ شخص جو زبانی باتیں نہیں مانتا جب تصویریں دیکھتا ہے تو اسے یقین کرنا پڑتا ہے۔

یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر منکرینِ صداقت کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان سے نہ ملو۔ یہ جادو کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر نائیجیریا میں ہمارے خلاف جو مولوی بیٹھا ہوگا اس سے جب کوئی احمدی دوست یہ کہے گا کہ مَیں نے

اسّی ہزار آدمیوں کا کھانا

پکتے، تقسیم ہوتے اور کھلاتے دیکھا ہے تو وہ کہے گا تم پاگل ہو گئے ہو۔ بھلا کبھی یہ بھی دُنیا میں ہؤا ہے۔ وہ کہے گا معلوم ہوتا ہے اس (احمدی) پر جادو کر دیا گیا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے پیار اور اس کی رحمتوں کے جو نظارے ہم مشاہدہ کرتے ہیں منکرین کی نگاہ میں وہ جادو ہے اور بس۔ وہ تو مان ہی نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی جماعت پر اس قدر فضل نازل ہو سکتا ہے۔ غرض یہ بھی ایک وجہ بن جاتی ہے جادوگر کہلانے کی یا جادو کر دینے کی۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیار چاہیئے۔ اس پیار کا نام کوئی جادو رکھ لے تو یہ اس کی مرضی ہے۔ ہمیں اس قسم کی باتوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی دُنیا اس قسم کی باتیں کر کے خوش ہوتی ہے تو ہو لے۔ ہم اپنی جگہ اپنے ربّ کریم سے بہت خوش ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مومن کے رُوحانی عروج کا یہی مقام بتایا ہے کہ تمہارا ربّ تم سے راضی اور تم اپنے ربّ سے راضی۔ جب کسی شخص کو یہ شرف حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اُسے دُنیا کی مخالفتوں کی کیا پرواہ ہے اور کیسی گھبراہٹ؟

غرض مَیں نے اس وقت دو باتوں کی طرف تمام احمدی جماعتوں کو توجہ دلائی ہے ایک یہ ہے کہ ملک ملک سے جلسہ سالانہ پر وفود آئیں۔ دوسرے یہ کہ

احباب آپس میں قلم دوستی کریں

قلم دوستی کے ضمن میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے آدمیوں کی تلاش ہے جو میری ہدایت کے مطابق کام کریں۔ لیکن اس خطبہ کے ذریعہ غیر ملکوں میں اور خود اپنے ملک میں جہاں جہاں بھی میرا یہ پیغام پہنچے دوست رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں اور اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ اصل منصوبہ یہیں سے بنے گا۔

یہ دو چیزیں اُن آٹھ دس چیزوں میں سے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری توجہ پھیری ہے جو وسعت کو سمیٹ کر پیار کے بندھنوں میں باندھ کر قرب کی کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے آج ازبس ضروری ہیں۔ ایک جلسہ سالانہ پر وفود کی شکل میں آنا اور دوسرے قلم دوستی کے ذریعہ ملک ملک کے [illegible] احمدیوں کا آپس میں بھائی بن کر اور ایک دوسرے کو خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے نشانات بتا کر اور خدا تعالیٰ کی محبت میں شدت پیدا کر کے مزید اور پہلے سے بڑی قربانیوں کے لئے تیار کرتے رہنا۔ [illegible] ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے ؛

ربوہ میں اٹھارواں کامیاب جلسہ سالانہ ۔ بقیہ صفحہ (۲)

سے آئیگا۔ اللہ تعالیٰ یہ رقم بھی دے گا۔ اور اس کام کے لئے جتنے انسانوں کی ضرورت ہے۔ وہ بھی پورا کرے گا۔ ہمیں [illegible] یہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور اپنے انعامات سے ہماری جھولیاں بھر دے۔

حضور کی یہ روح پرور اور ولولہ انگیز تقریر جو ۲ بجکر پچاس منٹ پر شروع ہوئی تھی دو گھنٹے سے زائد عرصہ تک جاری رہی۔ جس میں حضور نے بعثت مسیح موعود کے متعلق صلحاء امت کی کتب کے متعدد حوالے پیش کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور آپ کے ذریعہ رونما ہونے والے غلبہ اسلام پر بہت پر معارف انداز میں روشنی ڈالی اور گذشتہ ایک صدی کے درمیان نازل ہونے والے خدائی فضلوں اور انعامات کا دلچسپ انداز میں تذکرہ فرمایا۔ اور احباب کو آئندہ صدی میں عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے دورہ قادیان کی مصروفیات

قادیان ۱۲ جنوری: حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے آج سارا دن بہت مصروف گذارا۔ صبح ۹ بجے آپ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تمام دفاتر کا معائنہ فرمایا اور آپ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible] دفاتر کا کام بہت عمدگی سے چل رہا ہے۔ پھر آپ نے احمدیہ گرلز اسکول کا بھی معائنہ [illegible] اور وزیٹرز بک پر دستخط فرمائے۔ اس کے بعد آپ اپنی کوٹھی بیت "الظفر" تشریف [illegible] ——— جہاں آجکل محکمہ بجلی کا دفتر ہے۔ کوٹھی کے پورچ میں محکمہ بجلی کے ملازمین نے ایس ڈی او صاحب کی [illegible] دگی میں آپ کو خوش آمدید کہا۔ اس موقعہ پر جناب رحمت دار صاحب [illegible] عدالت انصاف اور انڈین احمدی چیفس اور بیرونی ممالک کے احمدی احباب اور مقامی احباب آپ کے ہمراہ تھے آپ نے پوری کوٹھی کو گھوم کر دیکھا اور جناب [illegible] صاحب کو سارے کمروں کی تفصیل بتائی۔

اس کے بعد آپ مسز سردار گربچن سنگھ احمد باجوہ کی خواہش پر ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے محترمہ مسز باجوہ قوم کی ساہی ہیں انہوں نے حضرت چوہدری صاحب کو پیغام بھجوایا تھا کہ ساہی قوم ہونے کے ناطے میں آپ کی بہن ہوں۔ اس لئے مجھ سے ضرور ملیں۔ چنانچہ آپ نے ان کی خواہش کا احترام فرمایا۔ اور ان کے ہاں آدھ گھنٹہ تک بیٹھے رہے۔

بعد ازاں آپ نے کوٹھی دار الحمد اور کوٹھی دار الصفہ کی زیارت کی وہاں سے آپ محلہ احمدیہ واپس پہنچے اور تعلیم الاسلام اسکول کے احاطہ میں ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی اور نہایت قیمتی اور دلوں میں اتر جانے والے انداز میں حاضرین سے جو سب مذاہب کے لوگوں پر مشتمل تھے خدمت خلق اور باہمی اخوت کے بارہ میں اسلامی تعلیم قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بیان فرمائی۔ اور دردیشان قادیان کو کامل نمونہ بننے کی تلقین فرمائی۔ اور پھر آپ لنچ کیلئے آئی۔ بی۔ آئی تشریف لے گئے جہاں پنجاب سرکار کی طرف سے زیر اہتمام لنچ کے حکام انتظام تھا۔ جہاں حضرت چوہدری صاحب اور احمدی مہمانوں اور جماعت احمدیہ کے سرکردہ افراد کے علاوہ پنجاب کے دو وزیر صاحبان ضلع گورداسپور کے تمام محکمہ جات کے افسران شریک تھے۔ نیز گورداسپور اور بٹالہ کے چیدہ شہری بھی شریک ہوئے اس سرکاری دعوت سے فراغت کے بعد حضرت چوہدری صاحب اور مہمانان کرام احمدی سرکردہ حضرات کی معیت میں عیدگاہ دیکھنے تشریف لے گئے۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباء کی قبور کی موجودہ کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دادا اور حضور کی والدہ محترمہ کے مزارات پر دعا کی اور محلہ احمدیہ میں بیج رفتار نماز ظہر و عصر کے لئے واپس تشریف لائے۔

نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں ادا کرنے کے بعد آپ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ جہاں تمام مہمانوں اور بہت سے مقامی دوستوں کو پرتکلف چائے پر مدعو کیا گیا تھا۔

۱۳ جنوری کی صبح کو قریباً ۹ بجے آپ دار الامان سے واپس پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ بڑے گیٹ کے ساتھ گلشن احمد میں تمام دوستوں نے آپ کو حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب کی سرکردگی میں پر خلوص دعا کے ساتھ رخصت کیا۔

امرتسر پہنچ کر سرکٹ ہاؤس میں تھوڑی دیر قیام کیا۔ بعدہٗ دربار صاحب تشریف لے گئے منتظمین نے حضرت چوہدری صاحب کو اور عالمی عدالت انصاف کے جج [illegible] کو ان تمام [illegible]

کا تعارف کرایا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد سارا قافلہ سرحد کی طرف روانہ ہوا تو کسٹم ڈیوٹی کے تمام محکمہ کی خاص توجہ اور تعاون کے ساتھ پونے دو بجے آپ نے بارڈر کراس کیا فالحمد للہ علی ذالک:

وفات

میرے بزرگوار نانا جان مکرم الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب منشاء الٰہی کے مطابق بدہ میں ۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم نہایت درجہ مخلص تہجد گذار پابند صوم و صلوٰۃ تھے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرنا آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ کافی عرصہ تبلیغ کا کام کرتے رہتے۔ ان کی وجہ سے کئی افراد کو آغوش احمدیت میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اگلے روز بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی مرحوم چونکہ موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

احباب جماعت سے مرحوم کے بلندیٔ درجات اور ان کے لواحقین کے صبر جمیل اور جملہ لواحقین کے نیک نمونہ بننے کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

زکوٰۃ!

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح اس کی ادائیگی فرض ہے۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام تصور نہیں ہو سکتا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اسے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست دعا ۔ خاکسار کے والد محترم شیخ عبد الخالق صاحب کی طبیعت ناساز ہے۔ جملہ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار شیخ محمد ایوب ناصر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کار وں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی دوسرے شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۵ منگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 15 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

فون نمبر:
23-1652 } دکان
23-5222 }
34-0451 مکان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن

۵۸ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے ملنے کا پتہ

AZAD TRADING CORPORATION
58 PHEARS LANE CALCUTTA-12

محترم حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

بقیہ صفحہ اوّل سے

اس کے بعد آپ نے پہلے مسجد مبارک میں دو رکعت نفل نماز ادا کی اور بعدہٗ دار المسیح میں تشریف لے گئے جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے مکان پر آپ کی رہائش کا انتظام تھا۔

قریباً اڑھائی بجے بیرونی ممالک کے احمدی احباب بھی بارڈر سے ایک بس کے ذریعہ سے دار الامان پہنچ گئے۔ ان احباب کا بھی پُر جوش استقبال کیا گیا۔ اور ان سب کے قیام کا انتظام مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دار المسیح میں کیا گیا۔

مغربی افریقہ کے دو بہت معزز احمدی چیفس جو اپنے اپنے علاقوں میں خاصا اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور جماعت ہائے مغربی افریقہ میں بہت اعزاز کا مقام رکھنے والے ہیں یعنی محترم الحاج عبد العزیز صاحب آف نائیجیریا اور محترم جناب الحاج عبد الوحید صاحب نائیجیریا۔ چیف گا مانگا آف سیرالیون بھی حضرت چودھری صاحب کے ہمراہ پہنچے۔ مذکورہ دونوں اصحاب افریقہ سے ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے اور قادیان کی زیارت کی تڑپ انہیں یہاں لے آئی۔

تین بجے ظہر و عصر کی نمازیں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل کی اقتداء میں حضرت چودھری صاحب نے مہمانوں نے ادا کیں اور چار بجے شام آپ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور متعدد درویشان اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مہمان آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر لمبی دعا کی۔ اور اس کے بعد بعض اور بزرگان اور اپنے محترم والدین اور بعض دوسرے عزیزان کی قبروں پر دعا کی۔ بہشتی مقبرہ کے ایریا میں واقع مکان حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی آپ نے دیکھا۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسد اطہر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو زیارت کے لئے رکھا گیا تھا۔ یہ وہی مکان ہے جہاں طاعون کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا۔

آپ نے شاہ نشین کی بھی زیارت کی اور پھر جنازہ گاہ تشریف لے گئے۔ قریباً پانچ بجے آپ واپس محلہ احمدیہ میں پہنچے اور مہمان خانہ میں کچھ دیر قیام فرمایا جہاں ضلع کے سرکاری افسران یعنی جناب سردار آر۔ ایس کنگ صاحب ڈی۔ سی۔ جناب ڈی۔ ایس موہی صاحب، ایس ایس پی وغیرہم نے آپ سے ملاقات کی۔ دو ہریجن بھی آپ سے ملے جو تقسیم ملک سے قبل آپ کی کوٹھی "بیت الظفر" واقع محلہ دار الانوار (محلہ کا موجودہ نام سول لائن) میں مالی وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ آپ اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے سرو قد کھڑے ہو کر ان ہریجنوں سے ملے اور خیریت دریافت کی۔

مہمان خانہ سے اُٹھ کر آپ نے مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ فرمایا۔ (یہ دونوں عمارتیں ابھی زیر تعمیر ہیں) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ان عمارتوں کی جدید تعمیر اور تعمیر کے مصارف کے لئے فنڈز وغیرہ کی کسی قدر تفصیل بتائی۔ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پانے والے مختلف صوبوں کے طلباء کا تعارف کروایا گیا۔ اور پھر آپ دار المسیح تشریف لے گئے۔

شبینہ اجلاس

نماز مغرب و عشاء جمع کر کے ادا کرنے کے بعد رات ساڑھے ۸ بجے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں محترم مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لنڈن نے جلسہ سالانہ ربوہ کے ایمان افروز کوائف بیان فرمائے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ دہ سولہ سالہ منصوبہ بھی بیان فرمایا جو جماعت کے قیام پر ایک صدی گزرنے کے ساتھ ساتھ عظیم الشان تبلیغی پروگراموں کا حامل ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اس کی تفصیل اگلی اشاعت میں دی جائیگی۔

حضرت چودھری صاحب نے درویشان قادیان کو دعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے درخواست کی کہ ہم سب اہل قادیان کا احترام اور محبت بھرا سلام بہ تکریم سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچایا جائے۔ اور دعا کی کہ تمام درویشان اور ان کی اولاد کو سلسلہ کی بہترین خدمت بجالانے اور نیک نمونہ اختیار کرنے کی توفیق بخشے۔

آخر میں صدر اجلاس حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہما العالی اور نوابزادہ عباس احمد خان صاحب کی طرف سے تمام درویشان اور حاضرین جلسہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کا تحفہ پہنچایا۔ اور پُر سوز لمبی دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے مرکزی وفد کی ملاقات

جماعت احمدیہ کے ایک قدیمی قبرستان اور تاریخی عیدگاہ واقع قادیان کی بے حرمتی کا معاملہ ایک سال سے لٹک رہا ہے۔ اور باوجود متعدد مرتبہ توجہ دلانے کے حکومت کی طرف سے بروقت نتیجہ خیز کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ امر جماعت کے جملہ افراد کے لئے پریشانی اور تکلیف کا باعث بنا ہوا ہے۔ چنانچہ اس سال جلسہ سالانہ کے اجتماع پر تمام حاضرین جلسہ کی طرف سے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کر کے حکومت کے افسران کو اس کی نقول بھجوائی جا چکی ہیں۔ تا فوری توجہ پیدا ہو سکے۔ اس تعلق میں جماعت احمدیہ کے ایک مرکزی وفد نے جو مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل تھا مورخہ ۲۶/۱۲/۷۳ کو محترمہ وزیر اعظم صاحبہ سے قریباً پندرہ منٹ ملاقات کی۔

(۱) مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد قادیان۔ (۲) مکرم ملک صلاح الدین صاحب مختار عام و وکیل المال قادیان۔ (۳) مکرم بی۔ ایم داؤد احمد صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ (۴) مکرم محمد کریم اللہ صاحب آزاد نوجوان مدراس۔ (۵) مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ (۶) مکرم سید احمد میاں صاحب صدر جماعت احمدیہ لکھنؤ۔ (۷) مکرم سید نور عالم صاحب نائب امیر جماعت کلکتہ۔ (۸) مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب صدر انصار اللہ بنگلور۔ (۹) مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک سیکرٹری امور عامہ یاڑی پورہ (کشمیر)۔

اس وفد کی قیادت مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نے کی۔ اور جماعتی موقف کی وضاحت کرتے ہوئے قبرستان اور عیدگاہ کے متعلق جماعت احمدیہ کا تاریخی ریکارڈ اور سرکاری کاغذات پیش کئے۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے تمام ریکارڈ کا بغور ملاحظہ فرمایا۔ اور نہایت توجہ اور ہمدردانہ رنگ میں وفد کی معروضات کو سُنا۔ اور جلد مؤثر کارروائی کا یقین دلایا۔ اور وفد کی طرف سے اس بات پر گہرے دُکھ کا اظہار کیا گیا کہ ایک سرکاری ملازم نے دوسرے سرکاری ملازمین کی ناجائز حمایت سے ایک بین الاقوامی اور امن پسند مذہبی جماعت کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اور حکومت کے بالا افسران باوجود حالات کو جاننے کے ابھی تک ہماری شکایات کا ازالہ نہیں کر سکے۔ وزیر اعظم صاحبہ سے ملاقات کے موقعہ پر وفد کے ہمراہ محترم میر مشتاق احمد صاحب ممبر دہلی میٹروپولیٹن کونسل (METROPOLITAN COUNCIL) بھی تشریف فرما تھے۔

اس روز مرکزی وفد نے جناب سردار سورن سنگھ صاحب وزیر خارجہ سے بھی بعض جماعتی معاملات کے تعلق میں ملاقات کی۔ وزیر صاحب موصوف وفد کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور ضروری معاملات میں ہمدردانہ توجہ اور تعاون کا یقین دلایا۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ اس موقعہ پر بعض دیگر مرکزی وزراء اور ذمہ دار افسران سے بھی ملاقات کی گئی۔ جن میں سے جناب جنرل شاہنواز خان صاحب سٹیٹ منسٹر پٹرولیم۔ جناب قریشی محمد شفیع صاحب نائب وزیر ریلوے۔ اور جناب چودھری طیب حسین صاحب ایم۔ پی۔ چیئرمین پنجاب وقف بورڈ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان ملاقاتوں کے نتیجہ میں جماعت کے حق میں بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

اپنے ڈاکخانہ کا کوڈ نمبر تحریر کیجئے

(مینیجر بدر)

درخواست دُعا

میرے دو چھوٹے بھائی عزیزم شریف عالم اور عزیزم شمس عالم صوبائی سروسز کے مقابلہ کے امتحان میں شریک ہوئے ہیں ان کی اعلیٰ کامیابی کے لئے نیز خاکسار اور خاکسار کے خاندان کے دوسرے افراد کی صحت و سلامتی اور اعلیٰ ترقیات کے لئے جملہ بزرگان و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: خورشید عالم از پٹنہ۔